بسم اللہ الرحمن الرحیم

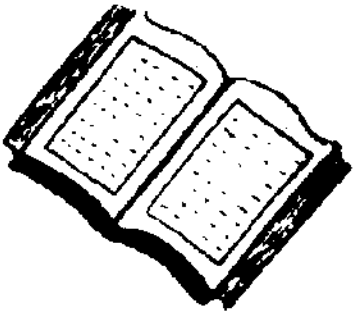

جمال و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

مارچ ۱۹۶۰

الفرقان

(۱) فضائل قرآن مجید بیان کرنے والا (۲) غیر مسلموں یعنی آریوں عیسائیوں اور بہائیوں کے قرآن مجید پر اعتراضات کا جواب دیکر انہیں دعوت اسلام دینے والا ۔ (۳) باشندگانِ پاکستان کو عربی زبان سکھانے والا (۴) مستشرقین کے خیالات پر تحقیقی تبصرہ کرنے والا ماہنامہ !

ایڈیٹر
ابوالعطاء جالندھری
ربوہ - پاکستان

سالانہ چندہ
پاکستان و بھارت پانچ روپے
- دیگر ممالک دس شلنگ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رمضان المبارک ۱۳۷۹ھ | **الفرقان۔ ربوہ** | مارچ ۱۹۶۰ء

جلد ۱۰ | | شمارہ ۳

الفہرست

موضوعات		نمبر صفحہ
۱۔ پاکستان میں مسیحیوں کی تبلیغ اور ہمارا فرض	ایڈیٹر	۱
۲۔ اس زمانہ میں بڑی عبادت کیا ہے؟	ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام	۲۱
۳۔ تردید بہائیت ـــ (۱) قرآن مجید زندہ کتاب ہے (۲) بہائیوں سے تبادلہ خیالات	ایڈیٹر	۲۳
۴۔ فلسفۃ الصیام فی الاسلام	جناب شیخ نور احمد صاحب منیر	۲۵
۵۔ کیتھولک پادریوں کا فرار	جناب چودھری عنایت اللہ صاحب افریقہ	۳۵
منظومات		
۶۔ سیدنا حضرت احمد قادیانی علیہ السلام (نظم)	جناب مولوی مصلح الدین احمد صاحب راجیکی مرحوم	۳۸
۷۔ قلزم فطرت (نظم)	جناب چودھری عبدالسلام صاحب اختر ایم۔اے	۳۹
۸۔ لیظهرہٗ علی الدین کلہ (نظم)	حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل	۴۰

مکتبہ الفرقان ربوہ

- آپ جملہ کتب مکتبۂ الفرقان سے طلب فرمائیں
- اس طرح آپ رسالہ الفرقان کی بھی امداد فرما سکتے ہیں!

ـــ مینیجر الفرقان ربوہ

پاکستان میں مسیحیوں کی تبلیغ اور ہمارا فرض

یہ وہ تقریر ہے جو خاکسار نے جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسہ ۱۹۵۹ء پر ربوہ میں کی تھی۔ اس میں مسلمانان پاکستان کے لئے بہت سی غور طلب باتیں ہیں اور بہت سے حقائق دعوتِ عمل دے رہے ہیں۔۔۔۔ (ایڈیٹر)

مسیحیت کا پیغام صرف اسرائیلیوں کے لئے تھا

پاکستان، دنیا میں مسلمانوں کی سب سے بڑی سلطنت، یعنی آزاد مسلمانوں کی سب سے بڑی آبادی کا علاقہ ۱۹۴۷ء میں معرضِ وجود میں آیا۔ مسیحیت کا آغاز حضرت مسیح علیہ السلام کے ظہور سے ہوا جس پر آج بیسویں صدی گزر رہی ہے۔ یہ سوال اس وقت زیرِ بحث نہیں کہ موجودہ مسیحیت کن کن امور میں حضرت مسیح علیہ السلام کی لائی ہوئی مسیحیت سے مختلف ہے، حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے بتائے ہوئے کن کن اصولوں سے موجودہ عیسائی منحرف ہو چکے ہیں؟ اس سوال کا تعلق آج کے موضوع سے نہیں ہے۔ اسلئے میں اسے نظر انداز کرتے ہوئے صرف "مسیحیوں کی تبلیغ" کے معاملہ کو لیتا ہوں۔ موجودہ اناجیل اس بات پر شاہد ہیں کہ حضرت مسیحؑ نے اپنے حواریوں کو تبلیغ کرنے کا حکم دیا تھا اور انہیں دوسروں تک اپنا پیغام پہنچانے کی ہدایت فرمائی تھی۔ مگر وہ حکم اور وہ ہدایت محدود تھی۔ انجیل میں لکھا ہے:۔

"ان بارہ کو یسوع نے بھیجا اور انہیں حکم دیکے کہا کہ غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا اور چلتے چلتے یہ منادی کرنا کہ آسمان کی بادشاہت نزدیک آگئی ہے۔"

(متی ۱۰/۵-۶)

حضرت مسیحؑ نے اپنے خاص حواریوں کو تبلیغ پر مامور کرتے ہوئے ایک خاص ہدایت یہ بھی فرمائی تھی کہ:۔

"جب تمہیں ایک شہر میں ستائیں تو دوسرے کو بھاگ جاؤ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم اسرائیل کے سب شہروں میں نہ پھر چکو گے کہ ابنِ آدم آجائیگا۔" (متی ۱۰/۲۳)

اس ہدایت سے عیاں ہے کہ حواریوں کو صرف "اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں" تک پیغام پہنچانے کا حکم دیا گیا تھا اور یہ بھی بتا دیا گیا تھا کہ مسیحیوں کے لئے حضرت مسیح کی آمدِ ثانی تک اس پروگرام میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی ورنہ ظاہر ہے کہ حضرت مسیحؑ کی یہ خبر کہ "تم اسرائیل کے سب شہروں

میں نہ پھر چکو گے کہ ابن آدم آجائے گا" سچ ثابت نہیں ہو سکتی۔

حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو ٹھیک اسی کے مطابق تبلیغ کرنے کا حکم دیا ہے جیسا کہ ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور کیا گیا تھا۔ حضرت مسیحؑ نے کنعانی عورت کے مطالبہ پر صاف فرما دیا تھا کہ:-

"میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی
بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا
گیا۔" (متی ۱۵/۲۴)

اس تصریح کی روشنی میں "سب قوموں" (متی ۲۸/۱۹) اور "تمام دنیا" (متی ۲۴/۱۴) سے یقیناً اسرائیل کے بارہ گھرانے اور ان کی ساری دنیا ہی مراد ہے کیونکہ اسرائیل کو دور دراز علاقوں میں تتر بتر کر دیا گیا تھا۔ حضرت مسیحؑ کی نبوت و رسالت کا بنی اسرائیل کے لئے مخصوص ہونا مسیحؑ کے قول اور عمل سے ثابت ہے۔ آپ نے زندگی بھر کسی غیر اسرائیلی کو اپنے مذہب میں داخل نہیں کیا۔ قرآن مجید نے بھی وَرَسُولًا اِلٰی بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ کہہ کر اسی حقیقت کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

غیر اسرائیلیوں کو مسیحیت کا پیغام کب اور کیوں دیا گیا؟

تاریخی طور پر ثابت ہے کہ حضرت مسیحؑ کے حادثہ صلیب کے بعد بھی حواری صرف بنی اسرائیل یا مختونوں کو مسیحیت کی دعوت دیتے تھے اور اسے انہیں تک محدود سمجھتے تھے۔ پہلے اشخاص جنہوں نے غیر اسرائیلیوں کو مسیحیت کی دعوت دی ہے وہ پطرس اور پولوس ہیں۔ انہوں نے بھی یہ رویہ اس وقت اختیار کیا جبکہ یہودی بہت زیادہ انکار کرنے لگے اور ان کی مخالفت انتہائی شدت اختیار کر گئی۔ چنانچہ لکھا ہے:-

"یہودی اتنی بھیڑ دیکھ کر حسد سے بھر گئے
اور پولوس کی باتوں کی مخالفت کرنے اور
کفر بکنے لگے۔ پولوس اور برنباس دلیر ہو کر بولے
کہ ضرور تھا کہ خدا کا کلام پہلے تمہیں سنایا
جائے لیکن چونکہ تم اس کو رد کرتے ہو
اور اپنے آپ کو ہمیشہ کی زندگی کے ناقابل
ٹھہراتے ہو تو دیکھو ہم غیر قوموں کی طرف
متوجہ ہوتے ہیں۔" (اعمال ۱۳/۴۵-۴۶)

پولوس و پطرس وغیرہ کا یہ جدید رویہ دوسرے حواریوں کے نزدیک سخت قابل اعتراض تھا۔ وہ اسی یقین پر قائم تھے کہ مسیحیت کا پیغام صرف مختونوں یعنی اسرائیلیوں کے لئے ہے۔ دوسری قوموں کو یہ دعوت دینا روا نہیں۔ چنانچہ لکھا ہے کہ:-

"رسولوں اور بھائیوں نے جو یہودیہ میں تھے
سنا کہ غیر قوموں نے بھی خدا کا کلام قبول کیا۔
جب پطرس یروشلم میں آیا تو مختون اس سے
بحث کرنے لگے کہ تو نامختونوں کے پاس گیا۔
اور ان کے ساتھ کھانا کھایا۔" (اعمال ۱۱/۱-۳)

انجیل کے ان اقتباسات سے ظاہر ہے کہ مسیحیت اولین زمانہ میں محدود تبلیغی مذہب تھا۔ حضرت مسیحؑ کا دائرہ تبلیغ صرف اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑیں تھیں۔ حضرت مسیحؑ نے ان تک ہی اپنا پیغام پہنچایا اور یہی ہدایت اپنے حواریوں کو دی تھی۔ اور آخری وقت تک حضرت مسیحؑ کا یہی پیغام تھا۔ حواری بھی عقیدۃً وعملاً اسی پر قائم تھے۔ جب یہود نے اپنی مخالفت کو انتہا تک پہنچا دیا اور پولوس وغیرہ یہود کے ایمان لانے سے مایوس ہو گئے تو انہوں نے یہ تجویز کی کہ اب غیر قوموں میں تبلیغ

جاری کی جائے۔ چنانچہ انہوں نے اس کے مطابق عمل شروع کر دیا اور اپنے علاقہ میں غیر اسرائیلیوں کو مسیحیت کا پیغام دینا اپنا شعار بنا لیا۔ تاہم قدامت پسند مسیحی اپنے مسلک پر قائم رہے

یہودی ہندوستان تک منتشر تھے

حضرت مسیح علیہ السلام اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی گلہ بانی کے لئے مبعوث ہوئے تھے اور آپ نے اپنے حواریوں کو انہی کی طرف بھیجا تھا۔ اسرائیل کے گھرانے کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کے مختلف ممالک میں منتشر کر رکھا تھا۔ گویا وہ قبائل دنیا کی قوموں میں گم ہو چکے تھے۔ تاریخی طور پر یہ بات ثابت شدہ صداقت ہے کہ یہودی فلسطین سے مشرقی ممالک میں پھیلا دیئے گئے تھے۔ بائیبل کی کتاب آستیر سے بھی ظاہر ہے کہ یہودی ہندوستان سے کوش تک پھیلے ہوئے تھے۔ اخسویرس بادشاہ "ہندوستان سے کوش تک سلطنت کرتا تھا" (آستیر ۱/۱)

بادشاہ سے ہامان نے کہا کہ:۔

"حضور کی مملکت کے سارے
صوبوں میں ایک قوم سب قوموں
کے درمیان پراگندہ ہے جو
ہر کہیں ہے اور اس کی شریعتیں سب
قوموں کی شریعتوں سے متفرق ہیں اور
وہ بادشاہ کی شریعتوں پر عمل نہیں کرتے
ہیں" (آستیر ۸/۳)

بادشاہ نے مردکی کی بات مان کر ایک حکمنامہ جاری کیا جس کے متعلق تصریح ہے کہ:۔

"مردکی کے سارے کہے کے موافق
یہودیوں اور نوابوں اور عاملوں اور
صوبوں کے سرداروں کے لئے جو سب
ہندوستان سے لیکر کوش تک
ایک سو ستائیس صوبے تھے۔ ہر ایک
صوبے کو وہاں ان کے خط اور ہر ایک
قوم کو ان کی لغت میں اور یہودیوں کو
ان کے خط اور ان کی لغت میں سب باتیں
لکھی گئیں" (آستیر ۹/۸)

ان بیانات سے عیاں ہے کہ یہودی ہندوستان میں موجود تھے اور ان تک مسیحیت کا پیغام پہنچانا حضرت مسیح کی ذمہ داری تھی۔ حضرت مسیح نے اپنے حواریوں کو بھیجتے وقت بنی اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لفظ سے درحقیقت دور دراز کے علاقوں میں منتشر یہودیوں کی طرف ہی اشارہ فرمایا تھا۔

اولین مسیحیوں کا برعظیم ہند و پاکستان سے تعلق

برعظیم ہند و پاکستان کی تاریخ سے ظاہر ہے کہ اس سرزمین سے مسیحیت کو قدیم تعلق ہے بعض قطعی اور یقینی شہادات سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ خود حضرت مسیح واقعہ صلیب کے بعد مشرقی ممالک کی طرف آئے اور آہستہ آہستہ شمال مغربی ہند سے ہوتے ہوئے علاقہ کشمیر میں پہنچے اور وہاں پہ آپ کا انتقال ہو گیا۔ چنانچہ سرینگر کے محلہ خانیار میں عیسیٰ نبی اللہ کی قبر موجود ہے۔ پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی لاہور کی مشہور کتاب

"تاریخ بشارت الہند و پاکستان" میں عیسائی مصنف نے توما حواری کی تبلیغی سرگرمیوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

"رسول میں طبیعت گویائی تو بند نہیں ہوسکتی
اسلئے ممکن ہے کہ انہوں نے اپنی کوششوں
کو فروغ دیا اور یسوع نام کے نور کو اس
مقتدر ملک میں پھیلایا۔ اسلئے وہ قبائل جو
اب سرحد میں پائے جاتے ہیں ان کی پشت
میں ایک مرتبہ مسیحی نور کی ضیا پاشی ہے۔
اور محلہ خانیار میں جو مزار عیسٰے ہے اور
عیسٰی خیل۔ یہ مقدس توما کی اس مہم کا ہی صحیح
نتیجہ ہوسکتے ہیں" (صـ۱۲)

چونکہ عیسائی صاحبان ابھی مزار عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت مسیح کی واقعی قبر سمجھنے میں متامل ہیں اسلئے اس قسم کی تاویلات دیکھکر سے کام لیتے ہیں۔ بہرحال آج کی تقریر کے لحاظ سے اتنا مسلّم ہے کہ مسیحیوں نے پہلی صدی عیسوی میں برعظیم ہند و پاکستان کے یہودیوں میں تبلیغ شروع کر دی تھی۔ درمیان میں کچھ صدیاں ایسی گذری ہیں جن میں اس تبلیغ کا تسلسل ثابت نہیں ہے۔

استعماریت اور مسیحی تبلیغ

آخری صدیوں میں جب زیادہ تر استعماری اور کچھ کچھ مذہبی روح کے ساتھ مغربی ممالک نے مشرق پر یورش شروع کی تو اس میں بھی برعظیم کو مسیحی تبلیغ کا خاص ہدف قرار دیا گیا اب یہ سیاسی تبلیغ عام رنگ پر مشتمل ہوگئی اور سب قوموں کو دعوت دی جانے لگی۔ استعماری تحریک کے پاؤں جمانے کے لئے پادریوں کا ایک جماعت کسی ملک میں بھیج دی جاتی اور جب وہاں حکومت قائم ہوجاتی تو وہ اپنے استحکام کے لئے پادریوں کے وجود کو آلہ کار بناتی اور ہر طرح سے ان کی اعانت و امداد کرتی۔ اسی بناء پر جب ہندوستان کی زمین کو استعماری طاقتوں نے تاکا تو اس جگہ بھی پادریوں کی باقاعدہ بھرمار ہوگئی اور اٹھارھویں اور انیسویں صدی میں ہزارہا مذہبی منادوں نے مسیحیت کی تبلیغ کی اور ہر طرح سے اس ملک کے باشندوں کو مسیحی دین اور عیسائی حکومت کا گرویدہ بنانے کی کوشش کی۔ یہ سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ تقسیم ہند سے ۱۹۴۷ء میں بھارت اور پاکستان دو آزاد اور خود مختار حکومتیں قائم ہوگئیں اور انگریزی حکومت اپنے اقتدار سمیت اس سرزمین سے کوچ کر گئی۔

پاکستان اور مذہبی آزادی

آج کا موضوعِ خطاب "پاکستان میں مسیحیوں کی تبلیغ اور ہمارا فرض" مقرر ہے۔ پاکستان اسلئے قائم ہوا ہے کہ اس خطۂ زمین پر مسلمان آزادانہ طور پر اسلامی نظام کے ماتحت زندگی بسر کرسکیں۔ پاکستان اسلامی اصولوں پر قائم ہو رہا ہے۔ اسلئے اس میں مذہبی آزادی ہونا لازمی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی۔ کہ مذہب کے بارے میں کوئی جبر جائز نہیں۔ حق و صداقت اپنے واضح دلائل کے ساتھ روشن ہے حکومت پاکستان اس ارشادِ خداوندی کی پابند ہے اسلئے یہ تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ حکومت کی طرف سے کسی مذہب کے پیروؤں کو آزادی تحریر و تقریر سے محروم کر دیا جائے گا اور کسی فرقہ یا گروہ کو اپنے خیالات کی اشاعت سے عمداً روک دیا جائے گا۔

بلا شبہ حکومت کا فرض ہے کہ ملک میں امن و امان قائم رکھے اور کسی کو خلافِ قانون حرکت نہ کرنے دے۔ اسلئے جبتک کسی مذہب کے پیرو خالص دینی تبلیغ کو اپنا شعار بنائے رکھتے ہیں حکومت ان کے معاملہ میں دخل نہیں دے گی۔ اور از روئے اسلامی قانون اس کو ایسا کرنے کا اختیار حاصل بھی نہیں۔ پاکستان میں جملہ مذاہب کو پوری آزادی حاصل ہے۔ سچّے مسلمانوں کے نزدیک جو اسلام کی روحانی تاثیرات سے واقف ہیں یہ سوال کسی مرحلہ پر بھی قابلِ غور نہیں کہ پاکستان میں غیر مسلموں کو تبلیغ سے روکا جائے۔ اسلام اپنے دلائل، اپنے بیّنات، اور اپنی مؤثر تعبیرات کے ہوتے ہوئے کسی میدان میں بھی جبر کے ہتھیار کا محتاج نہیں۔ لہٰذا جب تک پاکستان میں اسلامی اصولوں کو اپنانے والی حکومت قائم ہے اس ملک میں مذہبی آزادی حاصل رہیگی اور جبر و اکراہ کا دَور دَورہ ہرگز نہ ہوگا۔ اس بارے میں اپنوں اور بیگانوں کو کسی قسم کے وہم میں مبتلا نہ ہونا چاہیئے۔

پاکستان میں مسیحیت کیلئے کامل آزادی

یہ بات اتنی واضح اور عیاں ہے کہ مسیحی بھی پاکستان کے اس منصفانہ رویّہ کا کھُلے بندوں اعتراف کرتے ہیں۔ گزشتہ موسمِ گرما میں مجھے کوئٹہ جانے کا اتفاق ہُوا وہاں پربشپ آف کراچی، انچارج مشن کوئٹہ اور لاہور کے متعدد پادریوں کی ایک مجلس میں جو تبادلۂ خیالات ہُوا اس میں ان سب نے برملا اقرار کیا کہ ہمیں پاکستان میں اپنے خیالات کی اشاعت اور تبلیغ کی پوری آزادی حاصل ہے اور ہم اس کے لئے حکومت پاکستان کے تہِ دل سے ممنون ہیں۔

عیسائی اخبار المائدہ لاہور کی اشاعت ۱۵ جنوری سنہ ۶۰ء میں ایک مسیحی مسٹر سموئیل ہائی کمشنر مملکت پاکستان متعینہ نیوفاؤنڈلینڈ کے اس پیغام کو شائع کیا گیا ہے جو مسٹر سموئیل نے کرسمس کے موقعہ پر نیوفاؤنڈلینڈ کے باشندوں کے نام ریڈیو پر نشر کیا۔ انہوں نے کہا کہ:-

"آج میں اس ملک کے مسیحی بھائیوں
کو بڑے دن کی مبارکباد دیتے ہوئے
فخر کرتا ہوں اور خوش ہوں۔ اگرچہ
پاکستان کے باشندوں کی اکثریت مسلم ہے
تو بھی اس ملک میں ایک کروڑ دس لاکھ
غیر مسلم ہموطنوں کے ساتھ بھائیوں کی
طرح رہتے ہیں۔ میں بھی آپ کی طرح ایک
مسیحی ہوں ہم مسیحی پاکستان میں اسی طرح
بڑا دن مناتے ہیں جیسے آپ یہاں
نیوفاؤنڈلینڈ میں آج منا رہے ہیں...
اسلام اور مسیحیت میں بہت سی باتیں
مشترک ہیں مسلمان ہمارے خداوند مسیح
کی بہت تکریم کرتے ہیں۔"

(المائدہ ۱۵ جنوری صفحہ ۲۱-۲۲)

پاکستانی مسلمانوں کا احساس اور ان کا فرض

اب ان حالات میں دردمند مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس امر کا جائزہ لیں کہ سرزمین پاکستان میں مسیحیوں کی تبلیغ کے بارے میں ہمارا کیا فرض ہے اور ہم کس طریق سے

اس فرض کو ادا کر سکتے ہیں؟ یہ امر واقعہ ہے کہ پاکستان بننے کے بعد مسیحی صاحبان کی تبلیغ پورے زوروں پر ہے جسے دیکھ کر مسلمانوں کے حساس طبقوں میں مندرجہ بالا سوال بار بار دہرایا جا رہا ہے۔ پروفیسر یوسف سلیم صاحب چشتی ایڈیٹر رسالہ "ندائے حق" نے لکھا ہے:-

(الف) "اس وقت مغربی پاکستان میں عیسائیوں کے رومن کیتھولک فرقہ کے تین تبلیغی کالج قائم ہیں اور پروٹسٹنٹ فرقہ کا ایک تبلیغی کالج موجود ہے۔ جائے عبرت ہے کہ مغربی پاکستان کے چار لاکھ عیسائیوں نے تو ایک چھوڑ چار تبلیغی کالج قائم کر دیئے ہیں اور ہم آٹھ کروڑ مسلمان ایک تبلیغی درسگاہ بھی قائم نہ کر سکے۔"

(ب) "جب سے پاکستان بنا ہے عیسائیوں نے اپنی تبلیغی سرگرمیاں تیز تر کر دی ہیں اس وقت ان کے سینکڑوں مبلغین پاکستان کے مسلمانوں کو اپنے مذہب سے روشناس کر رہے ہیں کیا ہم بھی ان کو اسلام کی دعوت دے رہے ہیں؟"

(ج) چشتی صاحب پھر لکھتے ہیں:-

"یہ ایک نہایت تلخ اور نہایت المناک حقیقت ہے کہ اس وقت دنیا کے کسی اسلامی ملک میں کوئی ایسا مدرسہ یا دار قائم نہیں ہے جہاں غیر مسلموں کو اسلام سے روشناس کرنے کے لئے مبلغین تیار کئے جاتے ہوں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانانِ عالم کے دماغ سے تبلیغ اور اشاعتِ اسلام کا خیال بالکل نکل چکا ہے۔" (رسالہ ندائے حق لاہور جولائی اگست ۱۹۵۹ء)

مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی مدیر "صدق جدید" لکھنؤ "ایک سوال" کے زیر عنوان لکھتے ہیں:-

"لاہور کے ایک جدید دینی ماہنامہ سے:

لاہور کے شہر میں پندرہ ہزار سے زیادہ مسیحی آباد نہیں مگر اس مٹھی بھر جماعت نے اس شہر میں ایک چھوڑ دو جگہ مسیحی دار التبلیغ قائم کر دیا ہے جس سے ان کے تبلیغی ذوق کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ لیکن لاہور شہر کے پندرہ لاکھ سے زائد مسلمانوں نے آج تک ایک اسلامی دار التبلیغ بھی نہیں قائم کیا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ کیا فریضۂ تبلیغ ساقط ہو چکا ہے یا مسلمان اسلام سے بیگانہ ہو چکے ہیں؟"

سوال کا جواب جب خود پاکستان کے دینی جریدے کو نہیں معلوم اور وہ محض سوال کر کے رہ جاتا ہے تو ظاہر ہے کہ بیرونِ پاکستان کا کوئی مسلمان جواب دینے کی کیسے جرأت کر سکتا ہے؟ وہ بھی محض سوال ہی کا دہرا دینے پر اکتفا کرتا ہے۔"

(صدق جدید ۲۵ ستمبر ۱۹۵۹ء)

ایسے سوالات کا سلسلہ ایک طویل سلسلہ ہے اور ہر جگہ کے حساس مسلمان اس زبوں حالی پر مرثیہ خواں ہیں مگر سوال تو اس سوال کے جواب یا اس مشکل کے حل کا ہے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے نصف صدی پیشتر فرمایا تھا ؎

شبے تاریک و بیم دُزد و قوم ما چنیں غافل
کجا زیں غم رَوَم یا رب نما خود دستِ قدرت را

اور واقعہ بھی یہی ہے کہ خدائی ہاتھوں کے بغیر اسلام کی حفاظت اور اشاعت کا کام نہیں ہوسکتا اور نہ ہی مُردہ اور بے حس افراد میں زندگی کی رُوح جاری و ساری کی جاسکتی ہے۔

پاکستان میں تبلیغ مسیحیت کا سرسری خاکہ

پاکستان میں مسیحیوں کی تبلیغ اور ان کے تبلیغی نظام کا جائزہ لینے کے لئے مَیں نے ان کے مشنوں کی مطبوعہ رپورٹ سنہ ۱۹۵۴ء پر نظر ڈالی تو معلوم ہوا کہ ساڑھے پانچ سو سے زیادہ بڑے پادری مرد و عورتیں باقاعدہ دن رات مسیحیت کی تبلیغ کو مختلف طریقوں سے اس ملک میں سرانجام دے رہے ہیں۔ یہ تو وہ افراد ہیں جنہیں مطبوعہ رپورٹ میں قابلِ ذکر سمجھا گیا۔ اور یہ بالعموم اپنے اپنے مشنوں کے انچارج ہیں۔ ان کے ماتحتوں اور دوسرے منادوں کو ملا کر تو مسیحیت کی طرف دعوت دینے والوں کی تعداد ہزارہا تک پہنچتی ہے۔

مَیں نے نظارت اصلاح و ارشاد کے مربی حضرات سے ان کے علاقہ جات میں مسیحیوں کی تبلیغی کارروائیوں کی تازہ ترین رپورٹ منگوائی ہے میری درخواست پر جن مربی صاحبان اور بعض دوسرے احباب نے تکلیف فرما کر جوابات دیئے ہیں مَیں اس موقعہ پر جذباتِ شکرگزاری کے ساتھ ان کا اجمالاً ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

(۱) مولوی عبدالباسط صاحب مربی کراچی نے اپنی مفصّل رپورٹ میں تحریر فرمایا ہے کہ:۔

"کراچی میں عیسائیوں کے متعدد مشن ہیں جن میں سے چار مشن اپنی غیر معمولی سرگرمیوں کی وجہ سے قابلِ ذکر ہیں۔ (۱) پروٹسٹنٹ، (۲) رومن کیتھولک (۳) سیونتھ ڈے ایڈونٹسٹ (۴) یہوواہ وِٹنس"

مولوی صاحب موصوف آگے لکھتے ہیں:۔

"رومن کیتھولک والوں کا شہر کی مصروف ترین تجارتی جگہ الفنسٹن سٹریٹ میں العادمیشن سنٹر ہے۔ نیز ان کے بھی بہت سے سکول ہیں اور دودھ گھی کی تقسیم وسیع پیمانے پر ہوتی ہے ان کے انچارج مسٹر سٹیفن بھی یورپین ہیں۔ ایک پادری کے بیان کے مطابق ان کے باقاعدہ پادریوں کی تعداد شہر میں ۷۸۴ ہے اور یہ کوئی مبالغہ آمیز رپورٹ معلوم نہیں ہوتی۔ مناد وغیرہ اس کے علاوہ ہیں۔"

(۱) اسی سلسلہ میں مکرم قریشی نور احمد صاحب نے کراچی سے زیادہ تفصیلی اطلاع میں تحریر فرمایا ہے کہ:۔

"عیسائیت کے کل ۷۰۰ فرقے ہیں۔ اور مشہور فرقے ۵۰۰ ہیں۔ لیکن کراچی میں کام کرنے والے فرقے پچیس ہیں۔

کیتھولک کے فادر کراچی میں ۷۰ ہیں
اور مدر، سسٹر، برادر وغیرہ تقریباً
ایک ہزار ہیں۔ کل مشن ہاؤس تمام فرقوں
کے پچاس سے اوپر ہیں۔ کیتھولک فرقہ
کراچی میں ایک ہی ہے لیکن فرقہ گریک
رشین کیتھولک فرقہ سے ملتا جلتا ہے
باقی تمام پروٹسٹنٹ فرقہ میں سے ہی نکلے
ہیں۔ گریک رشین کے فادر ۱۵ ہیں
پروٹسٹنٹ فرقہ کے پادری ۴۰ "
میتھوڈسٹ فرقہ " ۲۰ "
یہوواہ وٹنسز فرقہ " ۱۶ "
سیونتھ ڈے ایڈونٹسٹ " ۳۰ "
سالویشن آرمی " ۳۰ "
امریکن مشن کے " ۸۰ "
واچ ٹاور مشن کے " ۴۰ "
کراچی میں ہائی سکول ۲۸ "
" " پرائمری " ۴۰ "
" " سیمنری " ۳ "
" " " کالج ۵ ہیں"

(۳) حیدرآباد کے مربی مولوی برکت اللہ صاحب محمود تحریر کرتے ہیں:-
"حیدرآباد شہر میں عیسائیوں کے تین سکول اور ایک کالج ہے۔ ایک ہائی سکول لڑکوں کے لئے اور دو لڑکیوں کے لئے۔ ایک زنانہ ہسپتال ہے اور دو چرچ ہیں۔ حیدرآباد سے ساٹھ میل کے فاصلے پر بدین میں ایک ہسپتال اور چرچ اسی سال مکمل ہوا ہے سانگھڑ میں تین مشن ہیں۔ ایک کے قبضہ میں پانچ صد ایکڑ زمین ہے۔ دادو میں ایک مشن کام کرتا ہے۔ میرپورخاص میں بھی بہت بڑا زنانہ ہسپتال اور مشن ہے
ان مشنوں کا اثر و نفوذ زیادہ تر سکولوں اور ہسپتالوں کے ذریعہ ہے۔ یہ لوگ غریب اور پسماندہ اقوام مثلاً کوہلی اور بھیل وغیرہ کو خشک دودھ، گھی اور کپڑے کا لالچ دیکر عیسائیت میں پھانستے ہیں۔ یہ چیزیں بڑی کثرت سے بیرونی حکومتوں سے ان کو ملتی ہیں اور محض اسی مقصد کے لئے۔ دور دراز جنگلوں میں بسنے والے عوام کو گراموفون بیٹ دیدیئے جاتے ہیں اور ایسے ریکارڈ جن میں کفارہ اور تثلیث کے عقائد سریلی آواز میں بیان کئے ہوتے ہیں۔ بچوں کے لئے مٹھائی اور کھلونے وغیرہ تقسیم کرکے عیسائیت کی اشاعت کرتے ہیں"

(۴) مولوی محمد عمر صاحب سندھی بی۔ اے مربی میرپورخاص لکھتے ہیں کہ:-
"پادری زیادہ تر بھیل قوم میں تبلیغ کرتے ہیں"

(۵) مکرم مولوی محمد الدین صاحب مربی سلسلہ ملتان نے تحریر کیا ہے کہ :-

"امریکن مشن کے انچارج صاحب سے ملاقات کی۔ انہوں نے بتایا کہ رومن کیتھولک کے قریباً تیس پینتیس آدمی کام کر رہے ہیں جن کا ہیڈ کوارٹر ملتان ہے۔ دو انگلش مشن کام کر رہے ہیں۔ جن کا ہیڈ کوارٹر خانیوال میں ہے۔ ان میں آٹھ دس غیر ملکی ہیں اور چالیس کے قریب ملکی مبلغ ہیں۔ ہر دو مشنوں میں سکول بھی ہیں جن میں بچوں کو انگریزی پڑھائی جاتی ہے۔ پروٹسٹنٹ والوں نے ایک ہسپتال بھی کھول رکھا ہے۔"

(۶) مولوی عبد المنان صاحب مربی مظفر گڑھ لکھتے ہیں :-

"مظفر گڑھ شہر میں امریکن مشن ۱۹۱۵ء سے پہلے کا قائم ہے۔ جہاں پر گرجا اور مسیحی کتب خانہ بھی ہے۔ ایک گرجا گھر چک $\frac{6}{T.D.A}$ میں ہے جو عیسائیوں کا چک ہے۔ ان کو دودھ کے ڈبے، کپڑے اور گھی کے ڈبے دیکر عیسائیت پر قائم رکھتے ہیں۔"

(۷) مولوی عبد الرحیم صاحب عارف مربی جھنگ لکھتے ہیں :-

"جھنگ میں تین عیسائی مشن ہیں۔ مطبوعہ ٹریکٹوں کے ذریعہ تبلیغ کرتے ہیں تحصیل شورکوٹ میں کیتھولک مشن چک ۵۰۰ پادریوں والہ میں ایک ہسپتال بھی ہے۔"

(۸) مکرم راجہ منیر احمد صاحب مربی ضلع لاہور نے اپنی رپورٹ میں ضلع لاہور کے بائیس مسیحی مراکز کے نام اور ان کے پادریوں کی تعداد لکھی ہے۔

(۹) مکرم مولوی بشیر احمد صاحب قمر مربی نارووال لکھتے ہیں :-

"اس علاقہ میں دو مشن کام کرتے ہیں پروٹسٹنٹ اور رومن کیتھولک۔ سب ڈویژن نارووال میں عیسائیوں کی تعداد بارہ تیرہ ہزار بتائی جاتی ہے۔ ان کے دو سکول ہیں ایک لڑکوں کا ہائی سکول ہے اور ایک لڑکیوں کا مڈل سکول ہے۔ ایک زنانہ ہسپتال ہے۔ رومن کیتھولک والوں کی تعداد پانچ چھ سو بتائی گئی ہے۔ ان کا بھی ایک لڑکوں کا مڈل سکول ہے۔"

(۱۰) مولوی محمد اشرف صاحب ممتاز قلعہ صوبہ سنگھ سیالکوٹ سے لکھتے ہیں :-

"میرے حلقہ میں مندرجہ ذیل دیہات میں عیسائی مشنری مقیم ہیں قلعہ صوبہ سنگھ، بھوڈی ملیاں، چونبڑ منڈہ، کلاسوالہ، پسرور، تونڈی بھنڈراں، دوال اور بدوملہی۔"

(۱۱) مولوی محمد اکبر صاحب افضل مربی حلقہ چکوال کی رپورٹ

ہے کہ :-

"جہلم شہر میں تین گرجے ہیں۔ ایک گرجا چکوال میں ہے۔ ایک کھیوڑہ میں ہے۔ ڈلوال تحصیل پنڈدادنخان میں گرجا تو نہیں مگر ایک مشن ہائی سکول ہے۔ جہلم میں پروٹسٹنٹ اور رومن کیتھولک مشن ہیں۔ ان لوگوں کی تبلیغ بذریعہ لٹریچر اور فرداً فرداً ہوتی ہے۔"

(۱۲) مولوی محمد اشرف صاحب ناصر مربی مری تحریر کرتے ہیں :-

"یہاں پر دو مشن ہیں۔ پروٹسٹنٹ اور کیتھولک۔ پروٹسٹنٹ والوں کے پانچ چرچ ہیں۔ ایک با موقع پبلک مسیحی ریڈنگ روم بھی ہے۔ چھوٹے چھوٹے پوسٹر بھی تقسیم کرتے ہیں۔ فلموں کے ذریعہ بھی تبلیغ شروع کر دی گئی ہے۔"

(۱۳) مولوی محمد احمد صاحب نعیم مربی کوہاٹ لکھتے ہیں :-

"علاقہ کوہاٹ میں تین عیسائی مشن ہیں (۱) چرچ آف انگلینڈ مشن (۲) رومن کیتھولک مشن (۳) اے۔بی۔سی مشن۔ ان میں آٹھ مشنری ملکی و غیر ملکی کام کرتے ہیں۔ یہ لوگ بیماروں کو دوائیں وغیرہ مفت دیتے ہیں۔ دیہات میں جا کر علاج کرتے ہیں۔ صابن کے کارخانہ اور کپڑے کی تجارت کے ذریعہ بھی تبلیغ کرتے ہیں۔"

(۱۴) مولوی فاروق احمد صاحب مربی چٹاگانگ مشرقی پاکستان سے لکھتے ہیں :-

"رومن کیتھولک کے یہاں آٹھ مشنری ہیں۔ انگلینڈ چرچ کا ایک اعلیٰ پادری ہے۔ امریکن مشن کے تین پادری کام کرتے ہیں۔ تین سکول ہیں۔ سب جگہ تبلیغ مدنظر ہے۔ اساتذہ سمیت قریباً پچاس مبلغ ہیں۔ رومن کیتھولک کے تین گرجے ہیں۔ اور پروٹسٹنٹ کے دو گرجے۔ اور گرد کے علاقہ میں بھی تبلیغ کرتے ہیں۔"

(۱۵) مولوی عبد الکریم صاحب کاٹھ گڑھی مربی سرگودھا اپنی تفصیلی رپورٹ میں لکھتے ہیں :-

"سرگودھا میں تین قسم کے عیسائی مشن ہیں۔ امریکن مشن۔ کیتھولک مشن۔ پینتیکوسٹ مشن۔

۱۔ امریکن مشن

امریکن مشن و پروٹسٹنٹ والوں کا ایک گرجا ہے جس میں تین مشنری۔ ایک لیڈی مشنری امریکن کام کر رہے ہیں۔ انچارج دیسی پادری ہے۔ بلاک ۱۱ میں ریڈنگ روم ہے۔ نیز امریکن مشن ہسپتال زنانہ وسیع بلڈنگ میں ہے۔ چھ نرسیں اور ایک لیڈی ڈاکٹر اس میں کام کرتی ہیں۔ جو دیہات میں بھی کام کرتی ہیں۔ اور مسیحیت کی تبلیغ کرتی ہیں۔

G. ٹی. سکول مس سالکلیٹ انچارج

ہیڈ مسٹرس اسے چلا رہی ہیں۔ چھوٹے بچوں کو تعلیم دیتی ہیں۔ عیسائی اور مسلمان استانیاں ان کے ماتحت کام کرتی ہیں۔

امریکن مشن سکول نزد نہر۔ لڑکیوں کو تعلیم دی جاتی ہے۔ لاوارث عورتیں اور بچے وہاں زیر تعلیم ہیں۔ پرنسپل انگریز ہے، باقی اساتذہ دیسی۔

امریکن مشن میں سے برادر مشن والوں نے ایک ٹیکنیکل سکول کھولا ہے جس میں صرف عیسائی ہی داخل کئے جاتے ہیں۔ کھراد اور بجلی کا کام سکھایا جاتا ہے۔

طریق تبلیغ:۔ جلسے کرتے ہیں انفرادی تبلیغ بھی کرتے ہیں۔ ٹریکٹ تقسیم کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو جلسوں میں چیلنج وغیرہ بھی دیتے ہیں

باہر کی شاخیں (امریکن مشن کی)

(۱) گل والا نزد سرگودھا۔ یہاں ایک مشنری پادری بشیر ہے یہ ایک ماہوار رسالہ "بشیر النسوان" بھی نکالتے ہیں۔

(۲) امریکن مشن چک ۳۶/جنوبی۔ یہاں دو دیسی مشنری کام کرتے ہیں۔

(۳) ولسن پور تحصیل بھلوال۔ ایک دیسی مشنری کام کرتا ہے۔

(۴) یو۔پی چرچ بھلوال۔ یہاں ایک پادری کام کرتا ہے۔ جو پاکستانی ہے۔ اور پڑتال وغیرہ کے لئے ایک پادری چک ۴۲/جنوبی تحصیل سرگودھا سے آتا ہے یہاں جلسہ بھی کرتے ہیں جس میں انگریز پادری بھی شامل ہوتے ہیں۔ اس وقت لٹریچر مفت بھی دیتے ہیں اور قیمتاً بھی۔ عام لوگوں کو مدعو کرتے ہیں فلم کی صورت میں بھی تبلیغ کی جاتی ہے۔

چک ۴۲/جنوبی نزد ٹیکسٹائل مل۔ یہاں پر ایک دیسی آدمی کام کرتا ہے۔

چک ۱۱۴/جنوبی۔ چک ۷۶/ش۔ چک ۱۰۴/ش اور چک ۱۰۶/ش میں ایک پادری یوسف مسیح کام کرتا ہے جو چک ۱۱۳/ش میں رہائش رکھتا ہے

۲۔ رومن کیتھولک مشن

سرگودھا میں ان کا مشن ۱۹۱۶ء سے قائم ہے اب پادری انچارج مسٹر ایڈمن مقرر ہوئے ہیں۔ دو چار ماہ سے آئے ہیں ان کے ماتحت چار پانچ انگریز پادری کام کرتے ہیں۔

ان کا سرگودھا میں ایک Convent School بھی ہے میٹرک تک تعلیم کا انتظام ہے۔ امریکن Nuns اور Sisters کام کرتی ہیں بعض مسلمان استانیاں بھی کام کر رہی ہیں۔

چک ۳۶/جنوبی کے نزدیک ۸۰ ہزار روپے کی ایک جگہ انہوں نے خریدی ہے مشن ہسپتال کھولنے کے لئے۔

رومن کیتھولک کا ایک ریڈنگ روم بھیرہ

میں ہے جہاں پر ایک دیسی آدمی مقرر ہے
۳۔ پینتھیکوسٹ مشن سرگودھا
یہاں دیسی پادری الائل انچارج ہے۔"

یہ ہمارے صرف ۱۵ پاکستانی مبلغین کی رپورٹوں کا ایک حصہ ہے اور یہ محدود علاقوں کے بارے میں اطلاعات ہیں لیکن سوچنے والے مسلمانوں کے لئے یہی رپورٹیں کافی اور خاص توجہ کے قابل ہیں۔ بھارت اور پاکستان کے معرضِ وجود میں آنے کے بعد باہر سے آنے والے مسیحی تبلیغی مشنوں میں بعض مصلحتوں کی بناء پر کچھ کمی کی گئی ہے۔ گو اس کا اثر پاکستان میں نظر نہیں آتا۔ بلکہ یہاں پر تو مسیحیت کی تبلیغ پورے زور سے جاری ہے۔

پاکستانی مسیحیوں کا نصب العین

تاہم ہندوستانی اور پاکستانی مسیحیوں نے اپنا جو نصب العین قرار دے لیا ہے وہ مؤلف کتاب "بشارت الہند" کے الفاظ میں یہ ہے۔ لکھتے ہیں:۔

"(بیرونی) مشنوں نے جو کچھ ہمیں سپرد کرنا تھا وہ کر چکے۔ وہ اپنا کام مقدور بھر کر چکے۔ وہ اپنی دوڑ دوڑ چکے۔ دُکھ اور مصیبت میں انہوں نے ہند کے کھیت میں عرق ریزی سے محنت کی ہم مسیحی اس کھیت کے پھل ہیں اور ان کی محنتوں کے گواہ۔ ہم پر واجب ہے کہ ہم اور زیادہ بوجھ ان پر ڈالیں ان کی بطور ہدایت عزت و خدمت کرتے رہیں۔ ان سے رشتۂ اتحاد گہرا رکھیں۔ اور اپنی ہندوستانی کلیسیا کو اس لائق بنادیں کہ جس میں مسیح خداوند بطور پاسبان اور کاہن کام کرتا نظر آئے۔ اور اپنے پیارے خداوند یسوع مسیح کی روح القدس کی طاقت پاکر ملک ہند و پاکستان کو حقیقی مالک و بادشاہ یسوع مسیح کے قدموں میں لے آئیں۔"

(صـ ۲۷۳، ۲۷۴)

ان حالات میں مسلمانوں بالخصوص پاکستانی مسلمانوں کے لئے یہ ایک اہم سوال ہے کہ مسیحیوں کی اس تبلیغ اور ان کے اس مقصد کے مدنظر مسلمانوں کا کیا فرض ہے اور اسے کس طرح ادا کیا جا سکتا ہے؟ یہ سوال ہر غور کرنے والے پاکستانی مسلمان کے دل میں پیدا ہوتا ہے۔ ان کی زبانوں پر آتا ہے۔ ان کے اخبارات و رسائل میں شائع ہوتا ہے مگر اس کا کافی و شافی جواب ابھی تک انہیں نہیں ملا۔ گویا ہنوز یہ سوال تشنۂ جواب ہے۔

بعض مسلمانوں کا ایک غلط خیال

کچھ کم ظرف لوگ خیال کرتے ہیں کہ پاکستان مسلمانوں کا ملک ہے اسلئے اس میں مسیحیوں کو اپنے عقائد کی تبلیغ کی اجازت نہیں ہونی چاہیئے۔ یہ خیال ایسے نکمے اور سست لوگوں کا ہے۔ جو اسلام کی روحانی طاقت سے ناآشنا ہیں اور ان میں تبلیغ اور اشاعت دین کا کوئی جذبہ نہیں ہے۔ یہ لوگ اتنا بھی نہیں سوچتے کہ ایسی صورت

میں مسیحی ممالک میں اُن کی حکومتیں بھی اسلام کی تبلیغ کو روکنے میں اپنے آپکو حق بجانب سمجھیں گی۔ ہم یقین رکھتے ہیں کہ ایسے لوگوں کا یہ خیال قابلِ پذیرائی نہ ہوگا۔ حکومت کا کام ملک میں امن و امان کا قیام اور باشندوں کی جانوں اور مالوں کی حفاظت ہے۔ کسی کے خیالات و عقائد پر جبتک وہ قانونِ ملک کا پابند ہے کسی قسم کی قدغن لگانا حکومت کا کام نہیں۔ ہاں مسلمانوں کا بحیثیت اُمتِ مُسلمہ یہ فرض ہے کہ وہ اسلام کی تبلیغ کے ذریعہ اس زہر کو تریاق سے بدلیں جو غیر مسلم غلط خیالات کی اشاعت سے پیدا ہو سکتا ہے۔

اسلام کا عالمگیر پیغام

اسلام ایک تبلیغی مذہب ہے۔ وہ سب انسانوں کی مساوات کا قائل ہے وہ ان سب کو ایک خدا کے بندے مانتا ہے اسلئے قرآنی دعوت سارے جہانوں اور سارے زمانوں کے لئے ہے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالے نے ارشاد فرمایا تھا۔ قُل یا ایّھا النّاسُ اِنّی رسولُ اللہ الیکم جمیعًا۔ کہ تو کہدے کہ اے تمام لوگو! مَیں تم سب کی طرف خدا کا فرستادہ ہوں۔ میرا پیغام تم سب کے لئے یکساں طور پر قابلِ عمل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں سب اہلِ مذاہب اور مختلف ممالک کے باشندوں کو اسلام کی دعوت دی اور اپنے صحابہ کو بطور مبلغ بھیجا۔ غرض اسلام کی تبلیغ ابتدا ہی سے عالمگیر تبلیغ ہے۔ اللہ تعالے نے مسلمانوں کے قیام کا مقصد ہی ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:-

كُنتم خَيرَ اُمّةٍ اُخرِجَت
لِلنّاسِ تامُرونَ بالمعروفِ
وتنهونَ عنِ المنكرِ۔

کہ تم بہترین اُمت ہو۔ تمہارے قائم کئے جانے کا مدعا محض بنی نوع انسان کی ہمدردی اور بہبودی ہے تمہیں چاہیئے کہ لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے رہو اور بدی سے منع کرتے رہو۔"

پس اسلام اور مسلمانوں کا نصب العین تو دُنیا کے چاروں اطراف میں اور جملہ اقوام کے تمام افراد تک خدا کے پیغام کو پہنچانا ہے۔ اور تاریخی طور پر ثابت ہے کہ عرب کی سرزمین سے اُٹھنے والی یہ آسمانی دعوت مسلمانوں کی مجاہدانہ سرفروشیوں سے نصف صدی کے اندر اندر دُنیا کے کناروں تک پہنچ گئی تھی اور معلومہ دنیا کے ہر حصہ میں اس کے نام لیوا پیدا ہو گئے تھے۔ بعد میں بھی کافی عرصہ تک یہ تبلیغی رَو چلتی رہی اور یہ رَو سرگرمی سے کام کرتی رہی لیکن اب ایک زمانہ سے مسلمانوں پر پژمردگی چھا رہی ہے اور عظمت و شوکت اسلام کے بارے میں ان پر مایوسی طاری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ غیر مسلم قومیں تو اپنے اپنے دین کی اشاعت کیلئے مال و زر خرچ کرتی ہیں اور ان کے افراد دُور دراز علاقوں میں تبلیغی فریضہ ادا کرنے بھی جاتے ہیں مگر مسلمانوں میں سے یہ روح عنقا ہو چکی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس میں اسلام کا کوئی قصور نہیں۔ وہ تو آج بھی لازوال طاقت ہے۔

جو افراد یا جماعتیں اس سے تعلق پیدا کرتی ہیں وہ قوتِ یقین سے لبریز ہو کر عملی میدان میں گامزن ہو جاتی ہیں لیکن جو لوگ قرآن پاک کو "کتاب مہجور" کی طرح کر دیتے ہیں وہ اس کی روحانی قوت سے محروم ہو جاتے ہیں۔

اسلام کی نشأۃ ثانیہ کی پیشگوئی

قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں یہ پیشگوئی موجود ہے کہ مسلمانوں پر ان کی بے عملی کی وجہ سے ایک دور انحطاط آنیوالا ہے اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ پھر ان کے لئے عروج و ترقی کے سامان پیدا کریگا۔ اور اسلام کو دوبارہ وہ شوکت و عظمت حاصل ہوگی جو پہلے حاصل ہوئی تھی اور اسلام دنیا کے کناروں تک پھیل جائے گا۔ اور قرآنی شریعت ہی دنیا کا دستور حیات ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الصف میں فرمایا ہے:۔

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدٰی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون کہ یہ رسول کامل ہدایت اور دین حق لے کر آیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مشرکوں کی ناپسندیدگی اور ناراضگی کے باوجود یہ دین اپنے سچے عقائد کے ذریعہ سے تمام دوسرے ادیان پر غالب آجائے گا۔

اس آیت کریمہ میں صحیح اسلامی عقائد کی یہ علامت بیان ہوئی ہے کہ وہ مذاہب باطلہ کے عقائد پر از روئے دلیل و برہان غالب آتے ہیں۔ اسی علامت کی روشنی میں ہمارا پہلا فرض یہ ہے کہ غور کریں کہ آج وہ کونسے اسلامی عقائد ہیں جن سے اسلام کا دوسرے مذاہب پر غلبہ قائم ہو سکتا ہے اور مسلمانوں کی بے عملی کی مرض کا ازالہ ہو کر ان میں دین کے لئے عملی قربانی کے جذبات پہلے کی طرح موجزن ہو سکتے ہیں۔

مسلمانوں کے کرنے کی پانچ باتیں

اس وقت ہمارے لئے کرنے کی مندرجہ ذیل پانچ باتیں ہیں:۔

اوّل:۔ مسلمانوں میں ایسی جماعت ہو جسے اللہ تعالیٰ کی کامل طاقتوں پر یقین ہو اور اسے اس کے ان وعدوں پر پورا ایمان ہو کہ اسلام اس آخری دَور میں ساری دنیا پر غالب آجائے گا۔

ظاہر ہے کہ ایسا یقین اور ایسا ایمان وہ بنیادی چٹان ہے جس پر سب قربانیوں کا انحصار ہے جس کے ذریعہ سے زمین میں روحانی انقلاب پیدا ہو سکتا ہے۔ اسلام اور مسلمانوں کا مستقبل درخشندہ اور روشن ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پاک کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا ہے:۔

قل ھذہٖ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی (سورہ یوسف) کہ اعلان کر دو کہ میرا یہ طریق عمل ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف علی وجہ البصیرۃ دعوت دیتا ہوں مجھے اپنے مشن اور کام کے بارے میں پوری بصیرت اور پورا یقین حاصل ہے اور میں اسی رنگ میں دعوت الی اللہ کر رہا ہوں میرا اور میرے متبعین کا یہی طریق عمل ہے۔

یہ علی وجہ البصیرۃ دعوت الی اللہ ہرگز ممکن نہیں جب تک جماعت مومنین کو ذاتِ باری اور

اس کے وعدوں پر پورا پورا یقین اور وثوق نہ ہو۔ اس مستحکم یقین کو آیت قرآنی کنتم خیر امة اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتؤمنون بالله میں ایمان باللہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

یہ زندہ ایمان خدا تعالیٰ کے کلام اور اس کے معجزات سے پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ اس زمانہ میں ایسا وجود ظاہر ہو جو آسمانی نشانوں کے ذریعہ دلوں کے ٹمٹماتے چراغوں کو روشن ستاروں سے تبدیل کر دے اور مرجھائے ہوئے روحانی پودوں کی آبیاری سے انہیں سرسبز و شاداب باغ بنا دے۔ یہ خدا کے ماموروں کا کام ہے دوسرا کوئی شخص یہ کام نہیں کر سکتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ مسیحیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنے کے لئے اللہ تعالیٰ وقت پر مسیح موعود کو مبعوث فرمائے گا جس کا ایک اہم کام کسر صلیب ہوگا اور واضح ہے کہ مسیح موعود کے ذریعہ یہ کام اس طرح انجام پذیر ہونے والا ہے کہ وہ سچے مسلمانوں کے قلوب میں زندہ اور کامل یقین و ایمان پیدا کر کے ان کے ذریعہ سے انبیاء کے منہاج پر کفر کے قلعوں پر حملہ آور ہوگا۔ پس زندہ ایمان، کامل یقین اور تعلق باللہ موجودہ روحانی جنگ کا وہ ہتھیار ہے جس پر اس لڑائی میں مسلمانوں کی فتح موقوف ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دے رکھی ہے کہ آخری زمانہ کے اس معرکہ حق و باطل میں اللہ تعالیٰ اسلام کو غلبہ اور سچے مسلمانوں کو کامیابی اور ثواب عطا فرمائے گا۔ حضور نے فرمایا:-

" انه سيكون فى اخر هذه الامة قوم لهم مثل اجر اولهم يأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر و يقاتلون اهل الفتن۔

(مشکوٰۃ ص ۵۸۴)

ترجمہ:- اس امت کے آخری حصہ میں ایک ایسی جماعت ہوگی جسے اولین صحابہ کا سا اجر و ثواب ملے گا۔ وہ نیکی کا حکم دیں گے اور بدی سے روکیں گے اور فتنہ پردازوں سے جہاد کریں گے۔"

پس مسلمانوں کو پورے یقین سے صحیح طریق پر اس آخری روحانی جنگ میں حصہ لینا ضروری ہے۔

دوم:- دوسری ضروری بات یہ ہے کہ مسیحی صاحبان کو دلیل و برہان سے قائل کرنے کے لئے صحیح اسلامی عقائد کو پیش کرنا لازمی ہے ورنہ غلط عقائد کے ساتھ مسلمان کہلانے کے باوجود زک اٹھانی پڑے گی بطور مثال عرض کرتا ہوں کہ پادریوں کو اسلام کی طرف بلانے والے اگر خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وہ امتیاز دیتے ہوں جو خدا تعالیٰ نے انہیں نہیں دیا۔ اور اس امتیاز کی وجہ سے پادری لوگ انہیں عرش الوہیت پر بٹھا رہے ہیں

چنانچہ انیس سو سال سے انکی جسمانی اور غیر معمولی زندگی کا خیال ایسا ہے کہ اس سے عیسائی لوگ بہت ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ وہ اسے اسلام کا عقیدہ قرار دیکر اس کی وجہ سے مسیح علیہ السلام کو جملہ انبیاء بالخصوص سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل قرار دیتے ہیں اور اس طرح بہت سے مسلمانوں کو عیسائی بنانے میں کامیاب ہو رہے ہیں۔

حیات مسیح کا عقیدہ مسلمانوں کے راستہ میں وہ پتھر ہے جس کی وجہ سے وہ عیسائیوں کو پوری قوت سے اسلام کی طرف آنے کی دعوت نہیں دے سکتے۔ بلکہ ان کو پادریوں کے سامنے شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے۔ یہ عقیدہ علاوہ اس کے کہ سراسر نادرست اور خلاف قرآن مجید ہے اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس پر دھبہ لگتا ہے۔ مسلمانوں کی دینی غیرت کو خطرناک دھکا لگتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

مسیح ناصری را تا قیامت زندہ مے فہمند
مگر مدفون یثرب را ندادند ایں فضیلت را
ہمہ عیسائیاں را از مقال خود مدد دادند
دلیری ہا پدید آمد پرستاران میت را
(آئینہ کمالات اسلام)

میں اس وقت حیات و وفات مسیح پر کوئی بحث نہیں کر رہا۔ بلکہ بطور مثال بتا رہا ہوں کہ غلط عقائد وہ بڑی روک ہیں۔ جو مسلمانوں کو عیسائیوں کے سامنے جرأت سے اسلام کی تبلیغ کے راستہ میں حائل ہیں۔ پادری زویمر نے لکھا ہے کہ اگر مسیح کی صلیبی موت کا عقیدہ غلط ثابت ہو جائے تو

"کانت مسیحیتنا بجملتها باطلة"

پھر ہماری ساری عیسائیت باطل ٹھہرتی ہے۔ یہی حال نسخ فی القرآن کے عقیدہ کا ہے یہی اثر خدا کے مکالمہ و مخاطبہ کے بند ماننے کا ہے۔ غرض عقائد اگر خام ہونگے تو انسان کی جرأت اور اس کا حوصلہ بھی پست ہو جائے گا۔ اور وہ اپنے مخالف کے سامنے پوری ہمت سے اپنی دعوت کو پیش نہیں کر سکے گا لہٰذا یہ ضروری ہے کہ عیسائیوں کو بالخصوص پاکستانی عیسائیوں کو اسلام کی آغوش میں لانے کے لئے ہم صحیح اسلامی عقائد کو ان کے سامنے پیش کریں اور مؤثر اور ہمدردانہ رنگ میں پیش کریں۔

سوم:۔ عیسائیوں کے ذرائع تبلیغ کا مقابلہ ایسے ہی مگر اسلامی رنگ کے ذرائع سے کیا جائے اس کے لئے ایک زبردست تنظیم اور مضبوط مرکز کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے فلولا نفر من کل فرقة طائفة لیتفقهوا فی الدین ولینذروا قومهم اذا رجعوا الیهم لعلهم یحذرون۔ کہ ہر مسلم جماعت کے کچھ نمائندے مرکز اسلام میں آکر دین کو سیکھا کریں۔ اور پھر اپنے اپنے علاقوں میں جاکر اس کی تبلیغ کیا کریں۔

یہ صورت تب ہی پیدا ہو سکتی ہے جبکہ مسلمان ایک

امام کے ہاتھ پر جمع ہوں ایک تنظیم میں منسلک ہوں۔ خلافت کی اطاعت ان کا شعار ہو اور ایک مرکز پر وہ جمع ہوں جہاں کہ دینی درسگاہیں ہوں اور آنیوالوں کو دین کی تعلیم حاصل کرنے کے ضروری مواقع حاصل ہوں اور ان کی روحانی تربیت کا پورا انتظام موجود رہو۔

افسوس ہے کہ آج یہ صورت حال عام مسلمانوں میں سراسر مفقود ہے ان کی کوئی حقیقی تنظیم نہیں یہی وجہ ہے کہ ان میں بہت سے کام کے لئے اخلاص رکھنے والے بھی بے کار ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ فضیلت صرف جماعت احمدیہ کو حاصل ہے کہ ان کا امام واجب الاطاعت ہے، ان کا نظام ہے، انکا مرکز ہے اور وہ اس کی برکت سے کمزور ہونیکے باوجود وہ کام کر رہے ہیں جسے اپنے تو اپنے بیگانے اور دشمن بھی محسوس کر رہے ہیں۔ مصنف "تاریخ بشارت الہند و پاکستان" جو سارے پاکستانیوں کو عیسائی بنانے کا دعویٰ کر رہا ہے اسے بھی جماعت احمدیہ کے بارے میں اعتراف کرنا پڑا ہے کہ:۔

> "اس فرقے نے تبلیغی مساعی کے مرکز انگلستان، فرانس، جرمنی، امریکہ آسٹریلیا اور جاپان میں بنا لئے ہیں۔ اور مسیحیت کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے۔"
>
> (صـــ ۲۶۶)

اے کاش! کہ ہمارے مسلمان بھائی اس مشاہدہ اور ان برکات کو دیکھ کر ہی جماعت احمدیہ کے ساتھ وابستگی اختیار کریں۔

چہارم:۔ چوتھی بات یہ ضروری ہے کہ مسلمانوں میں مالی قربانی، پائیدار اور مستقل مالی قربانی کی روح بیدار ہونی چاہیئے۔ عیسائیوں کے مشن اس سرمایہ سے چلتے ہیں۔ جو انہیں ان کی قوموں اور حکومتوں سے مل رہا ہے۔ اسلام نے جہاد بالنفس کے علاوہ جہاد بالمال کو بھی ساتھ ساتھ لازمی قرار دیا ہے۔ یہ زمانہ **نشر و اشاعت** کا زمانہ ہے عام طور پر دشمنانِ اسلام تلوار استعمال نہیں کرتے اس زمانہ میں مال کی بہت ضرورت ہے اور یہ سرمایہ مسلمانوں کی مالی قربانی سے ہی فراہم ہو سکتا ہے۔ مالی ضروریات کیلئے قربانی کرنے والے، اس قربانی کو صحیح مصرف میں لانے والے اور اس سے پورا استفادہ کرنے والے محکم نظام کی بھی ضرورت ہے اسلام نے **بیت المال** اسی لئے مقرر فرمایا ہے۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ ان کا ایک دینی بیت المال ہو جو دینی اغراض کے لئے روپیہ جمع کرے اور انہی اغراض پر اس روپیہ کو خرچ کرے۔ یہ بات بھی دوسرے مسلمانوں کو حاصل نہیں جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے حاصل ہے! اور یہ بھی ایک وجہ ہے کہ دوسرے لوگ خواہش کے باوجود اسلام کی مدافعت اور اسکی اشاعت کا کام نہیں کر سکتے۔ اور عیسائی مشنوں

کا مقابلہ ان کے بس کا کام نہیں رہا۔ درحقیقت
مسلسل مالی قربانی بھی کامل یقین کا ہی نتیجہ
ہوتی ہے۔ اس یقین کے ساتھ افراد
اور قوموں میں مالی قربانی کا وہ جذبہ پیدا
ہوتا ہے کہ دوسرے لوگ دیکھ کر حیرت زدہ
رہ جاتے ہیں۔

پنجم:- پانچواں ضروری کام یہ ہے کہ قوم میں
مجاہدین کی ایسی مضبوط جماعت موجود ہو
جو تبلیغِ دین کے جذبہ سے مخمور ہوں اور
اشاعتِ اسلام کی خاطر سر پر کفن باندھے
ہوئے ہوں۔ ایسے ہی لوگوں کی مقدس
جماعت کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ
إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ
وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ
أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔

کہ دعوتِ اسلام کرنے والی جماعت،
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والی
جماعت ہی کامیاب و کامگار ہوگی اور
اسی کو اللہ تعالیٰ کی نصرت حاصل ہوگی۔
مسلمانوں کی کامیابی کی کلید یہی ہے کہ وہ
دین کو اپنائیں اور اس کی خاطر اپنی زندگیوں
کو وقف کریں اور اپنے اوقات کو اس
مقدس راستہ میں لگا دیں۔ یہ سچے مجاہدین ہیں
جو درحقیقت دنیا سے بے نیاز ہوں گے انکے
ذریعہ ہی اسلام کا پیغام کونے کونے
میں پہنچایا جا سکتا ہے۔ اور انہی کی بابرکت
مساعی سے باطل کو شکست دی جا سکتی ہے
اور اسی سرفروشانہ جدّ و جہد
کے نتیجہ میں ہی آسمان سے غیر معمولی تائید و
نصرت نازل ہوتی ہے اور زمین پر ایک
عجیب روحانی انقلاب پیدا ہوتا ہے۔

مگر سوال تو یہی ہے کہ ایسے بے نفس
جاں نثار مجاہدین کیسے پیدا ہوں۔ سچ یہی
ہے کہ ایسے تزکیہ نفس والے مبلغین آسمانی
روح کے بغیر تیار نہیں ہو سکتے۔ کسی انجمن
یا دنیوی مدرسہ کا کام نہیں کہ ایسے روحانی
وجود پیدا کر سکے۔ اس کے لئے تو خدائی
ہاتھ اور آسمانی نظام کی ضرورت ہے۔
مگر یہ بات انسانی تدبیروں سے نہیں،
خدا کے حکم سے پیدا ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ
نے اپنے فضل سے ایسا نظام قائم کر دیا
ہے اب ہمارا فرض ہے کہ اس آسمانی
آواز پر لبیک کہیں جس نے فرمایا تھا ؎

بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا
بہ مفت ایں اجر نصرت را دہندت اے اخی ورنہ
قضائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا

پاکستان کے معرض وجود میں آنے میں ربانی حکمت

آج اگر مسلمان ان پانچ باتوں کو اختیار کر لیں تو

وہ ہر باطل کا مقابلہ کر سکتے ہیں اور دنیا بھر میں اسلام کی اشاعت کا مضبوط ترین نظام قائم کر سکتے ہیں۔ پاکستان میں مسیحیوں کی تبلیغ کا حقیقی جواب دے سکتے ہیں۔ اور انہیں حلقہ بگوش اسلام کر کے پاکستان کو دنیا کے سارے ممالک میں تبلیغ اسلام کی Base بنا سکتے ہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نوشتوں کے مطابق اسی پاکیزہ مقصد کے لئے پاکستان کو وجود بخشا ہے۔ اے کاش ہم آسمانی انگلی کے اشارہ کو سمجھیں۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا ایک خوشکن اور ایمان افروز اعلان

بالآخر میں اپنے اس مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درد بھرے مگر نہایت خوشکن پیغام اور پیشگوئی پر ختم کرتا ہوں حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"میں ہر دم اس فکر میں ہوں کہ ہمارا اور نصاریٰ کا کسی طرح فیصلہ ہو جائے میرا دل مُردہ پرستی کے فتنہ سے خون ہوتا جاتا ہے ...... میں کبھی کا اس غم سے فنا ہو جاتا اگر میرا مولیٰ اور میرا قادر و توانا مجھے تسلی نہ دیتا کہ آخر توحید کی فتح ہے۔ غیر معبود ہلاک ہوں گے اور جھوٹے خدا اپنی خدائی کے وجود سے منقطع کئے جائیں گے۔ مریم کی معبودانہ زندگی پر موت آئیگی اور نیز اس کا بیٹا اب ضرور مریگا خدا قادر فرماتا ہے کہ اگر میں چاہوں تو مریم اور اس کے بیٹے عیسےٰ اور تمام زمین کے باشندوں کو ہلاک کروں۔ سو اب اس نے چاہا ہے کہ ان دونوں کی جھوٹی معبودانہ زندگی کو موت کا مزہ چکھا وے۔ سو اب دونوں مریں گے۔ کوئی ان کو بچا نہیں سکتا۔ اور وہ تمام خراب استعدادیں بھی مریں گی۔ جو جھوٹے خداؤں کو قبول کر لیتی تھیں۔ نئی زمین ہوگی اور نیا آسمان ہوگا۔ اب وہ دن نزدیک آتے ہیں کہ جو سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا۔ اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا۔ اور بعد اس کے توبہ کا دروازہ بند ہوگا کیونکہ داخل ہونے والے بڑے زور سے داخل ہو جائیں گے۔ اور وہی باقی

رہ جائیں گے جن کے دل پر فطرت سے دروازے بند ہیں۔ اور نور سے نہیں بلکہ تاریکی سے محبت رکھتے ہیں۔

قریب ہے کہ سب ملتیں ہلاک ہوں گی مگر اسلام۔ اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا اور نہ کُند ہو گا۔ جب تک دجالیت کو پاش پاش نہ کر دے۔ وہ وقت قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں ملکوں میں پھیلے گی۔ اس دن نہ کوئی مصنوعی کفارہ باقی رہے گا۔ اور نہ کوئی مصنوعی خدا۔ اور خدا کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کر دے گا۔ لیکن نہ کسی تلوار سے، اور نہ کسی بندوق سے، بلکہ مستعد روحوں کو روشنی عطا کرنے سے اور پاک دلوں پر ایک نور اتارنے سے۔ تب یہ باتیں جو میں کہتا ہوں سمجھ میں آئیں گی۔" (تذکرہ نیا ایڈیشن صفحہ ۲۹۸-۲۹۹)

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

اہل بہاء سے ایک واضح سوال

یہودی اپنے مذہب کے بانی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بہت بڑا نبی یقین کرتے ہیں۔ مگر چونکہ وہ انہیں انسان مانتے ہیں خدا یا خدا کا بیٹا نہیں جانتے اسلئے ان کا عقیدہ ہے کہ حضرت موسیٰؑ پر جو وحی اور کلام خدا نازل ہوا وہ تورات کی صورت میں علیحدہ ہے اور حضرت موسیٰؑ کا اپنا کلام احادیث کی صورت میں طالمود کے نام سے علیحدہ موجود ہے۔ یہی حال مسلمانوں کا ہے۔ بیشک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سرتاج انبیاء ہیں مگر انسان ہیں اسلئے قرآن مجید بصورت کلام اللہ علیحدہ ہے اور احادیث بصورت کلام رسولؐ الگ ہیں۔

اس کے مقابل پر عیسائی لوگ مسیحیت کے بانی حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا یقین کرتے ہیں اسلئے ان کے ہاں تورات وطالمود یا قرآن وحدیث کا سا کوئی امتیاز باقی نہیں ہے۔

اب بہائیوں سے واضح سوال ہے کہ وہ بتائیں کہ ان کے عقیدہ کے رو سے بہاء اللہ پر اترنے والا کلام اور بہاء اللہ کا اپنا کلام الگ الگ ہیں یا وہ بہاء اللہ کے سارے کلام، اس کے سارے خطوط اور اسکی جملہ گفتگو وں کو وحی اور کلام اللہ مانتے ہیں جیسا کہ عیسائی حضرت مسیح کے متعلق مانتے ہیں؟ اگر یہ واقعہ ہے اور یقیناً ہے تو بتایا جائے کہ عیسائیوں کا حضرت مسیح کے مقام کے بارے میں جو دعویٰ ہے اس میں اور بہائیوں کے بہاء اللہ کے مقام کے بارے میں دعویٰ میں کیا فرق ہے؟ کیا عیسائی اور بہائی دونوں اپنے اپنے بانی کو "مستقل خدائی ظہور" یا "ہیکل انسانی میں خدائی ظہور"

ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ

اِس زمانہ میں بڑی عبادت کیا ہے؟

"ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ کہ اس زمانہ کے درمیان جو فتنہ اسلام پر پڑا ہوا ہے اس کے دُور کرنے میں کچھ حصہ لے۔ بڑی عبادت یہی ہے۔ کہ اس فتنہ کے دُور کرنے میں ہر ایک مسلمان کچھ نہ کچھ حصہ لے۔ اس وقت جو بدیاں اور گستاخیاں پھیلی ہوئی ہیں چاہیئے کہ اپنی تقریر اور علم کے ذریعہ سے اور ہر ایک قوت کے ساتھ جو اس کو دی گئی ہے مخلصانہ کوشش کے ساتھ ان باتوں کو دنیا سے اُٹھا وے۔ اگر اسی دنیا میں کسی کو آرام اور لذت مل گئی تو کیا فائدہ۔ اگر دنیا میں ہی درجہ پالیا تو کیا حاصل۔ عقبیٰ کا ثواب لو جس کی انتہا نہیں۔ ہر ایک مسلمان کو خدا تعالےٰ کی توحید و تفرید کے لئے ایسا جوش ہونا چاہیئے۔ جیسا کہ خود اللہ کو اپنی توحید کا جوش ہے۔ غور کرو کہ دنیا میں اس طرح کا مظلوم کہاں ملے گا جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کوئی گند اور گالی اور دشنام نہیں جو آپ کی طرف نہ پھینکی گئی ہو۔ کیا یہ وقت ہے کہ مسلمان خاموش ہو کر بیٹھے رہیں؟ اگر اس وقت کوئی شخص کھڑا نہیں ہوتا اور حق کی گواہی دے کر جھوٹے کے مُنہ کو بند نہیں کرتا۔ اور جائز رکھتا ہے کہ کافر لوگ بے حیائی سے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر اتہام لگاتے جائیں اور لوگوں کو گمراہ کرتے جائیں تو یاد رکھو کہ وہ بیشک بڑی بازپرس کے نیچے ہے۔ چاہیئے کہ جو کچھ علم اور واقفیت تمہیں حاصل ہے وہ اس راہ میں خرچ کرو۔ اور لوگوں کو اس مصیبت سے بچاؤ۔ حدیث شریف سے ثابت ہے کہ اگر تم دجّال کو نہ مارو تب بھی وہ تو مر ہی جائے گا۔ مثل مشہور ہے ؎

ہر کمالے را زوالے

تیرھویں صدی سے یہ فتنیں شروع ہوئیں۔ اور اب وقت قریب ہے کہ اس کا

قائم ہو جائے۔ اسلئے ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ جہاں تک ہو سکے پوری کوشش کرے۔ نور و روشنی لوگوں کو دکھائے۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک ولی اللہ اور صاحبِ برکات وہی شخص ہے جس کو یہ جوش حاصل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کا جلال ظاہر ہو۔ نماز میں جو سبحان ربی العظیم اور سبحان ربی الاعلیٰ کہا جاتا ہے وہ بھی خدا تعالیٰ کے جلال کے ظاہر ہونے کی تمنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ایسی عظمت ہو جس کی نظیر نہ ہو۔ نماز میں تسبیح و تقدیس کرتے ہوئے یہی حالت ظاہر ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ترغیب دی ہے کہ طبعاً جوش کے ساتھ اپنے کاموں سے اور اپنی کوششوں سے دکھا دے کہ اس کی عظمت کے برخلاف کوئی شئے مجھ پر غالب نہیں آسکتی۔ یہ بڑی عبادت ہے۔ جو لوگ اس کی مرضی کے مطابق جوش رکھتے ہیں وہی مؤید کہلاتے ہیں اور وہی برکتیں پاتے ہیں۔ جو لوگ خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال اور تقدیس کے لئے جوش نہیں رکھتے ان کی نمازیں جھوٹی ہیں۔ اور ان کے سجدے بے کار ہیں۔ جب تک خدا تعالیٰ کے لئے جوش نہ ہو یہ سجدے صرف منتر جنتر ٹھہریں گے۔ جن کے ذریعہ سے یہ بہشت کو لینا چاہتا ہے۔ یاد رکھو کوئی جسمانی بات جس کے ساتھ کیفیت نہ ہو فائدہ مند نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کو قربانی کے گوشت نہیں پہنچتے ایسا ہی تمہارے رکوع اور سجود بھی نہیں پہنچتے جب تک ان کے ساتھ کیفیت نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کیفیت کو چاہتا ہے۔ اور اُن لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اُس کی عزت اور عظمت کے لئے جوش رکھتے ہیں۔ جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ ایک باریک راہ سے گزرتے ہیں اور کوئی دوسرا شخص ان کے ساتھ نہیں جا سکتا جب تک کیفیت نہ ہو۔ انسان ترقی نہیں کر سکتا۔ گویا خدا تعالیٰ نے قسم کھائی ہے کہ جب تک اس کے لئے جوش نہ ہو کوئی لذت نہیں دے گا۔" (ملفوظات ص۳۴۲ تا ص۳۴۴)

تردید بہائیت

(۱)

قرآن مجید زندہ کتاب ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ قرآن مجید کامل شریعت ہے اور ہر طرح سے محفوظ ہے۔ اس میں کسی قسم کی کجی اور ٹیڑھاپن نہیں ہے۔ انسانوں کی جملہ ضروریات کے پورا کرنے کے لئے رہتی دنیا تک یہ کتاب کفیل ہے۔ معاندین اسلام بھی اس امر کا اعتراف کرنے پر مجبور ہیں کہ واقعی قرآن مجید محفوظ ہے اور اس میں کسی قسم کی تحریف واقع نہیں ہوئی۔

بابی اور بہائی لوگوں نے شیعہ علماء کے فتووں اور حکومت ایران کے سلوک کا انتقام لینے کے لئے یہ سازش کی کہ قرآن مجید کو منسوخ قرار دیکر نئی شریعت بنائی جائے۔ یہ سازش ۱۲۶۴ھ ہجری میں بدشت کی کانفرنس میں بابیوں نے کی تھی۔ گویا اس سازش پر ایک صدی سے زیادہ عرصہ بیت چکا ہے۔ علی محمد (باب) نے نئی شریعت بنانی چاہی مگر وہ جلد ہی قتل ہو گئے اور یہ منصوبہ نا تمام رہ گیا۔ اس کے بعد مرزا یحییٰ (صبح ازل) اور مرزا حسین علی (بہاء) نے اپنی اپنی نئی شریعت بنانے کی سکیم بنائی۔ صبح ازل نے المستیقظ نامی کتاب لکھی اور بہاء اللہ نے الاقدس تصنیف کی لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت کا یہ نشان ہے کہ آج تک یہ کتابیں بہائیوں کو طبع کرا کر شائع کرنے کی بھی توفیق نہیں ملی بلکہ فوت شدہ بہائی لیڈر عبد البہاء افندی بہائیوں کو اپنی شریعت کے شائع کرنے سے منع کر گئے۔ یہ ان کتابوں کی ناکامی کا حال ہے جنہیں اسلام کے دشمن قرآن مجید کے مقابلہ پر پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اور ادھر قرآن مجید ہے کہ دنیا کے کونے کونے میں پڑھا جا رہا ہے، ہر ملک اور ہر زبان میں اسکی اشاعت ہو رہی ہے۔ دنیا کی اہم زبانوں میں اسکے تراجم ہو چکے ہیں اور ہر انسان کے ہاتھوں تک پہنچ رہے ہیں۔ ان دنوں رمضان المبارک میں ہر محلہ کی مسجد میں حفاظ نہایت خوش الحانی سے قرآن سُنا رہے ہیں۔ دُنیا کی جماعتیں اور حکومتیں قرآن کی طرف رجوع کر رہی ہیں۔ ان حالات میں قرآن مجید کو منسوخ کہہ کر بہائیوں کا اپنی مخفی شریعت کو اس کا ناسخ قرار دینا صریح ظلم ہے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے اعلان فرمایا ہے کہ:-

> "قرآن شریف کے بعد کسی کتاب کو
> قدم رکھنے کی جگہ نہیں کیونکہ جس قدر انسان
> کی حاجت تھی وہ سب کچھ قرآن شریف
> بیان کر چکا" (چشمۂ معرفت صہ۲)

اسلئے ہمارا بہائیوں کو چیلنج ہے کہ وہ اپنی اس شریعت کو دنیا کے سامنے پیش کریں جسے وہ بزعم خود قرآن مجید کو منسوخ کرنے والی سمجھتے ہیں۔ اور پھر بتائیں کہ قرآن مجید میں کونسی کمی ہے جسے پورا کرنے کے لئے ان کی مزعومہ شریعت کی ضرورت ہے؟

(۲)

بہائیوں سے تبادلۂ خیالات

قاضی علی محمد آف سیالکوٹ نے جماعت میں فتنہ

تفرقہ پیدا کرنے کی سکیم میں ناکام رہنے کا انتقام بہائی بن کر لینا چاہا ہے۔ اور انہوں نے گزشتہ دنوں ظاہری طور پر بہائیوں کی "Non-Muslim Minority" میں شامل ہونے کا اعلان کر دیا۔ مورخہ ۴ مارچ کو میں سیالکوٹ گیا مگر قاضی علی محمد صاحب نے مل کر گفتگو کرنے سے انکار کر دیا۔ البتہ تحریر بھجوائی کہ مولوی محفوظ الحق صاحب علمی سے بتراضی فریقین مختصر تبادلہ خیالات ہو جائے۔ اس پر میں نے انہیں فوراً لکھ بھیجا کہ:۔

"میں آپ کی خواہش سے اتفاق کرتا ہوں۔ بلاشبہ بہائیت کے متعلق بتراضی فریقین مکمل تبادلہ خیالات ایسے رنگ میں ہو جانا چاہیئے جو واقعی مفید اور دیرپا ہو اور جس کے بعد ازاں کوئی فریق انکار نہ کر سکے۔ میرے نزدیک اس کی صورت یہ ہونی چاہیئے کہ:۔

بنیادی اختلافات یعنی اوّل یہ کہ قرآنی شریعت منسوخ ہے یا نہیں؟ دوم یہ کہ بہائی شریعت منجانب اللہ ہے یا نہیں؟ سوم یہ کہ جناب بہاء اللہ کا دعویٰ ربوبیت والوہیت ہے یا نہیں؟ چہارم یہ کہ قرآن مجید و احادیث نبویہ صحیحہ کے موعود جناب سیّد علی محمد صاحب و جناب مرزا حسین علی صاحب ہیں یا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہیں؟

ان چاروں موضوعات پر سیر حاصل بحث ہو جائے۔ بغرض پائیداری و تحقیق یہ تبادلہ خیالات تحریری ہونا چاہیئے۔ روزانہ ہر موضوع پر فریقین کے سات یا کم و بیش پرچے ہوا کریں۔ مثلاً مدعی کے چار اور دوسرے فریق کے تین۔ اور یہ پرچے شام کو پبلک میں سنا دیئے جایا کریں گے۔"

میں نے یہ چٹھی قاضی علی محمد صاحب کو ۶۱-۳-۵ کو علی الصبح پہنچا دی۔ اور انہیں لکھا کہ مولوی محفوظ الحق صاحب یا جس بہائی کو وہ چاہیں پیش کر سکتے ہیں۔ تاریخ تبادلہ خیالات آج ہی طے کر لی جائے۔

قاضی صاحب نے اپنے جواب میں نفس تجویز کے متعلق انکار نہیں کیا ہے البتہ یہ لکھا ہے کہ:۔

"جس طرح آپ نے مشورہ کر لیا ہے اسی طرح ہماری محفل کو بھی مشورہ کرنے کی ضرورت ہے اور بعد مشورہ آپ کے مقامی سیکرٹری صاحب کو اطلاع دے دی جائے گی۔"

ابھی بہائیوں کے جواب کا انتظار ہے۔ اگر انہوں نے ہماری معقول تجویز کو منظور کر لیا تو انشاء اللہ عنقریب بہائیت کی تردید کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مزید سامان پیدا ہوں گے۔ وباللہ التوفیق۔

خاکسار ناچیز

ابوالعطاء جالندھری ۶۰-۳-۸

فلسفۃ الصیام فی الاسلام

(از جناب شیخ نور احمد صاحب منیر سابق مبلغ شام لبنان)

(۱)

روزوں کی فرضیت

اسلام کے ارکان خمسہ میں سے روزہ رکن چہارم ہے۔ بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے ناقابل برداشت مظالم کے پیش نظر جب مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی۔ تو اس تاریخی ہجرت کے دوسرے سال ماہ شعبان میں ہر اس مسلمان پر رمضان کے روزے فرض کئے گئے جو بلوغت کی عمر میں داخل ہو چکا ہو بشرطیکہ وہ مسافر یا بیمار نہ ہو۔ چنانچہ قرآن کریم میں روزہ کے متعلق مندرجہ ذیل نص وارد ہوئی ہے۔

یا ایھا الذین اٰمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ○ ایامًا معدودات فمن کان منکم مریضًا او علی سفر فعدۃ من ایام اُخر۔ وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین فمن تطوع خیرًا فھو خیر لہ وان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون ○ شھر رمضان الذی اُنزل فیہ القراٰن ھدًی للناس وبینٰت من الھدٰی والفرقان۔ فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ ومن کان مریضًا او علی سفر فعدۃ من ایام اُخر۔ یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر ولتکملوا العدۃ ولتکبروا اللہ علی ما ھدٰکم ولعلکم تشکرون ○

(البقرۃ)

ترجمہ:- اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم پر (بھی) روزوں کا رکھنا (اسی طرح) فرض کیا گیا ہے۔ جس طرح ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں تاکہ تم (روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے) بچو۔ (سو تم روزے رکھو) چند گنتی کے دن۔ اور تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا سفر پر ہو تو (اسے) اور دنوں میں تعداد (پوری کرنی) ہوگی۔ اور ان لوگوں پر جو (فدیہ رمضان کی) طاقت رکھتے ہوں ایک مسکین کا کھانا دینا (بطور فدیہ رمضان کے) واجب ہے۔ اور جو شخص پوری فرمانبرداری سے کوئی نیک کام کریگا۔ تو یہ اس کے لئے بہتر ہوگا۔ اور اگر تم علم رکھتے ہو (تو سمجھ سکتے ہو کہ) تمہارا روزے رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ رمضان کا مہینہ وہ (مہینہ) ہے جس کے بارے

میں قرآن (کریم) نازل کیا گیا ہے (وہ قرآن) جو تمام انسانوں کے لئے ہدایت (بنا کر بھیجا گیا) ہے اور جو کھلے دلائل اپنے اندر رکھتا ہے۔ (ایسے دلائل) جو ہدایت پیدا کرتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی (قرآن میں) الٰہی نشان بھی ہیں۔ اسلئے تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو (اس حال میں) دیکھے (کہ نہ مریض ہو نہ مسافر) اسے چاہیئے کہ وہ اس کے روزے رکھے۔ اور جو شخص مریض ہو یا سفر میں ہو تو اس پر اور دنوں میں تعداد (پوری کرنی واجب) ہو گی۔ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا۔ اور (یہ حکم اس نے اسلئے دیا ہے کہ تم تنگی میں نہ پڑو) اور تاکہ تم تعداد کو پورا کر لو اور اس (بات) پر اللہ کی بڑائی کرو کہ اس نے تم کو ہدایت دی ہے۔ اور تاکہ تم (اس کے) شکر گزار بنو۔"

یہ وہ عظیم الشان قرآنی نص ہے جس کے ذریعہ اُمتِ مُسلمہ پر روزے فرض کئے گئے ہیں۔ فقہاء نے روزوں کے جملہ مسائل و احکام کا استنباط اسی نص سے کیا ہے۔

عصرِ حاضر میں الحاد، دہریت اور ذہنی آزادگی کا عام انتشار ہے۔ اس قسم کے ماحول میں روزہ کی فلاسفی بیان کرنا اور اس قسم کے موضوع پر قلم اٹھانا ایک فرسودہ امر سمجھا جاتا ہے لیکن یہ ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ اس قسم کی امراضِ اجتماعیہ کا شافی علاج خدا تعالیٰ نے روزوں میں ہی رکھا ہے۔

خدا تعالیٰ نے آیاتِ بالا میں اُمتِ مُسلمہ پر روزے فرض کر کے فرزندانِ اسلام پر عظیم الشان احسان فرمایا ہے۔ ہاں ایسا احسان جو سراسر ہمارے لئے برکت، رحمت اور نور ہے۔ ہماری جملہ اخلاقی، اقتصادی اور عائلی کمزوریوں اور قباحتوں کا مداوا ہے۔ روزے ہماری انفرادی اور قومی زندگی میں مشعل و قندیل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ روزوں کے احکام پر عمل کرتے ہوئے آج قوم میں انقلابی روح پیدا کی جا سکتی ہے یہی وہ انقلاب ہے جس کا تقاضا قرآن کریم ہم سے کرتا ہے۔ چنانچہ اس قسم کے انقلاب کی طرف اشارہ آیتِ ذیل میں کیا گیا ہے:۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ ۔

یعنی اللہ تعالیٰ کسی قوم کے حالات کو اسی صورت میں بدلتا ہے جبکہ وہ لوگ خود اپنے اندر تبدیلی پیدا کر لیں۔"

(۲)

روزہ تاریخی حقائق کی روشنی میں

استقراء اور تاریخ ادیان سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ تمام ادیان میں فرض تھا۔ روزہ کی خوبیوں اور فوائد کی بناء پر ہی اس کا وجوب اسلام میں بھی کیا گیا ہے تا اُمتِ اسلامیہ بھی روزہ کے ذریعہ اپنی معاشرت اور ماحول میں اطمینان، سکون اور راحت کی فضا پیدا کر سکے۔ اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے فریضہ کو کما حقہٗ سر انجام دے سکے۔

یہود حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اتباع میں روزے رکھتے ہیں۔ چنانچہ حضرت موسیٰؑ کے متعلق بائیبل میں لکھا ہے کہ آپ نے جبل الطور پر چالیس دن کے روزے رکھے تھے:۔

"سو وہ چالیس دن اور چالیس رات وہیں خداوند کے پاس رہا۔ اور نہ روٹی کھائی اور نہ پانی پیا اور اس نے ان لوحوں پر اس عہد کی باتوں کو یعنی دس احکام کو لکھا۔" (خروج ۳۵،۲۸)

اسی طرح روزوں کے متعلق تحریر ہے:۔

"پھر سموئیل نے کہا کہ سب اسرائیل کو

مصفاہ میں جمع کرو اور میں تمہارے لئے
خداوند سے دعا کروں گا۔ سو وہ سب مصفاہ
میں فراہم ہوئے اور پانی بھر کر خداوند کے
آگے انڈیلا اور اس دن روزہ رکھا"
(سموئیل اول - ۷/۶)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی روزے رکھا کرتے تھے۔ ان کی اتباع میں آج بھی بعض عیسائی روزہ رکھتے ہیں۔ چنانچہ انجیل میں لکھا ہے :-

"اس وقت روح یسوع کو جنگل میں لے گیا
تاکہ ابلیس سے آزمایا جائے۔ اور چالیس دن
اور چالیس رات فاقہ کر کے آخر کو اسے بھوک
لگی" (متی ۴ : ۲ و ۳)

یہاں فاقہ سے مراد دراصل روزہ ہے۔

قدیم مصریوں میں بھی روزہ کا رواج تھا۔ اگرچہ قدیم مصری مذہب بت پرستی کا مذہب تھا۔ مگر اس مذہب کے پیرو اپنے بتوں کو خوش کرنے کے لئے اور ان کے غیظ و غضب کو ٹھنڈا کرنے کے لئے روزے رکھا کرتے تھے اور کئی قسم کی جسمانی و ظاہری تکلیفیں اپنے اُوپر وارد کر لیا کرتے تھے۔ اسی طرح اہلِ یونان میں بھی روزہ کا رواج تھا۔ بالخصوص یونانی عورتیں روزہ رکھنے میں خاص اہتمام کیا کرتی تھیں۔ ہندو مذہب میں تو ہر ماہ بعض "برت" یعنی روزے رکھنے کا رواج ہے۔ اور ہندو مذہب کے مذہبی لیڈروں میں چلہ کشی کا رواج تو معروف ہے۔ گو روزوں کی تعداد، احکام اور اسکے وقت کے متعلق جملہ ادیان میں فرق ہے مگر یہ امر متفق علیہ ہے۔ کہ روزہ جملہ ادیان میں پایا جاتا تھا۔

الغرض قرآن کریم کا مندرجہ بالا تاریخی بیان بالکل مبنی بر حقیقت ہے کہ اے مسلمانو! روزہ صرف تم پر آج فرض نہیں کیا گیا۔ بلکہ تم سے پہلے بھی گزشتہ اقوام و ملل پر یہ فرض کیا گیا تھا۔ چنانچہ اس بیان کی تائید انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا میں "FASTING" کے زیرِ عنوان مقالہ مندرجہ جلد ۹ ص۶۱ سے بھی ہوتی ہے۔ لکھا ہے :-

"Commonest by far, however, of all the uses of voluntary fasting, in the past and at the present time, is its practice as an act of self-denial with definite religious intention. By the greater number of religions, in the lower, middle and higher cultures alike, fasting is largely prescribed, and where it is not required it is nevertheless practised to some extent by individuals in response to the promptings of nature."

"ماضی اور حال میں طوعی روزوں کے دیگر فوائد میں سے ایک عام فائدہ مذہبی مقصد اور مدعا کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے نفس کو مارنا بھی ہے۔ اکثر مذاہب میں چھوٹے بڑے اور درمیانی طبقات کے لئے مساویانہ

روزہ کا وجود پایا جاتا ہے۔ اور اگر کہیں روزہ جماعتی رنگ میں نہ بھی ہو تو بھی خدائی تحریک و ترغیب پر انفرادی رنگ میں اس کا رواج ملتا ہے۔"

(۳)

روزہ کے لغوی و فکری معنے

عربی زبان میں روزہ کو صَوم کہا جاتا ہے۔ لغت میں صَوم کے معنے مطلقاً "الامساك" یعنی رُکنے اور رُوکنے کے ہیں۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ صامت الشمس اذا وقفت فی کبد السماء و امسکت عن السیر ساعة الزوال۔ یعنی جب سورج زوال کے وقت بظاہر چلنے سے رُک گیا تو گویا اس نے روزہ رکھ لیا۔ قرآن کریم میں لفظ صَوم بات کرنے سے رُک جانے کے معنوں میں بھی وارد ہوا ہے۔ چنانچہ "اِنّی نذرتُ للرّحمٰن صوماً" کی آیت میں لفظ صوم کے معنے بات اور گفتگو کرنے سے رُک جانے کے ہیں۔ مشہور شاعر النابغہ کا ایک شعر بھی لفظ صوم کے معنوں میں پیش کیا جاتا ہے ؎

خیل صیام وخیل غیر صائمة
تحت العجاج واخریٰ تعلك اللجما

یعنی کچھ گھوڑے چارہ کھانے سے رُکے ہوئے ہیں۔ اور بعض گھوڑے چارہ کھانے سے رُکے ہوئے نہیں۔

اسلامی شریعت میں لفظ صوم کے معنے امام نووی نے یوں کئے ہیں۔ "انّہٗ امساك مخصوصٌ فی زمنٍ مخصوصٍ بشرائطِ مخصوصةٍ"۔ یعنی مخصوص رُکنا اور ایک خاص مقررہ وقت میں رُکنا اور پھر مخصوص شرائط کے ساتھ رُکنے کو اسلامی اصطلاح میں "صوم" کہلاتا ہے۔

مندرجہ بالا لغوی اور اصطلاحی معانی کے پیش نظر نیز قرآنی احکام اور احادیث نبویہ کو مدّنظر رکھتے ہوئے لفظ "صوم" کے فکری معنے یوں ہوں گے:۔

ایک عاقل اور بالغ اور تندرست مسلمان صبح صادق سے سورج غروب ہونے تک کھانے پینے، جنسی تعلقات، سب و شتم اور غیبت سے اپنے آپ کو روکنے اور اس وقت میں قرآن کریم کی تلاوت کرنے، تراویح اور تہجد کی نماز ادا کرنے، فقراء و مساکین کی خدمت کرتے، عبادت میں انہماک کرنے کے ہیں۔ ایک مسلمان مومن ان ایام میں اپنے نفس پر اور جسم کے ہر عضو پر کنٹرول کرے۔ جسم کا ہر حصہ یہ محسوس کرے کہ میرے اندر روزہ کی وجہ سے ایک خاص تبدیلی پیدا ہوئی ہے۔ جب انسانی جسم کا ہر حصہ اپنے اندر تبدیلی پیدا کرے گا تو انسانی نفس ایک عظیم الشان روحانی انقلاب اور غیر معمولی تغیر پیدا کرکے گا جسے **اصلاحِ نفس** سے تعبیر کیا جا سکتا ہے اور قرآنی اصطلاح میں اسے "تقویٰ" کہا جائے گا کیونکہ روزہ کی علتِ غائی ہی لعلکم تتقون ہے۔

(۴)

فضائلِ روزہ

اسلام میں روزہ کے کیا فضائل ہیں؟ روزہ کیوں رکھا جاتا ہے؟ روزہ کن انفرادی اور قومی حکمتوں پر مشتمل ہے؟ روزہ کی ہماری سوسائٹی میں کیا افادی حیثیت ہے؟ یہ ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ مندرجہ بالا سوالات انتہائی اہم ہیں۔ ان سوالات کے جوابات کے لئے ہم کو بانیٔ اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی طرف رجوع کرنا ہوگا چنانچہ ذیل میں چند احادیثِ نبویہ ترجمہ و تشریح کے ساتھ درج کرکے ہم مندرجہ بالا مسئلہ کے انجزیہ تحریر کرتے ہیں۔

(۱) عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا كان اوّل لیلة من شهر رمضان صفدت الشیاطین

ومردة الجنّ وغلّقت ابواب النّار فلم يفتح منها باب وفتحت ابواب الجنّة فلم يغلق منها باب وينادى منادٍ يا باغى الخير اقبل، ويا باغى الشرّ اقصر ولله عتقاء من النار وذلك كلّ ليلة۔

یعنی حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت ماہِ رمضان کی پہلی رات شروع ہوتی ہے شیطان اور سرکش جن جکڑ دیئے جاتے ہیں۔ دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ دوزخ کا کوئی دروازہ مطلقاً نہیں کھولا جاتا۔ جنت کے تمام دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا۔ منادی کرنے والا اعلان کرتا ہے کہ اے طالب خیر نیکی کی طرف متوجہ ہو اور اے برائی کا ارادہ کرنے والے تو فوری طور پر بدی سے رُک جا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس ماہ رمضان میں کئی لوگوں کو آگ کے عذاب سے آزاد فرماتا ہے۔ اور یہ کارروائی رمضان کے ماہ میں ہر روز ہوتی ہے۔ (ترمذی)

اللہ اللہ! ماہِ رمضان کی فضیلت اور روزوں کے محاسن پر یہ حدیث کیسی جامع و مانع ہے۔ اس حدیث میں دریا کو کوزہ میں بند کر کے رکھ دیا گیا ہے۔ دراصل روزہ کے جملہ احکام اور بلسانِ حال اور قال کی پابندیوں سے مندرجہ بالا فضائل اور خصائص اظہر من الشمس ہیں۔

کیسا ہی مبارک مہینہ ہے۔ ماحول میں یکایک تبدیلی آجاتی ہے۔ ہر طرف ذکر الٰہی، تلاوتِ قرآن کریم، درسِ قرآن مجید اور وعظ و نصیحت کی مجالس منعقد ہو رہی ہیں۔ امراء فقراء کی خدمت کر رہے ہیں۔ جن کو توفیق ہوتی ہے وہ اعتکاف بیٹھتے ہیں۔ الغرض یہ مبارک ماہ نیکی کی ندا کرتا ہے۔ جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ بدقسمت ہے وہ شخص جو اس مبارک ماہ کے فضائل و خصائص سے کما حقہٗ فائدہ نہ اٹھائے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ کسی بھائی کو دوسرا رمضان دیکھنے کا اتفاق ہو یا نہ ہو۔

(ب) من لم يدع قول الزور والعمل به فليس لله حاجة فى ان يدع طعامه وشرابه

"جو شخص روزہ کی حالت میں جھوٹ بولنے اور اس پر عمل کرنے سے نہیں رُکتا تو اللہ تعالیٰ کو اس امر کی ہرگز ضرورت نہیں کہ ایسا آدمی اپنا کھانا اور پینا چھوڑ دے"۔

روزہ کی حالت میں انسان کو اپنے جذبات، احساسات اور خواہشات کی قربانی کرنی پڑتی ہے۔ جملہ مرغوبات اور لذائذ کو ترک کرنا پڑتا ہے۔ روزہ دار کو پیاس لگ رہی ہوتی ہے۔ پانی موجود ہے مگر ایک وقت مقررہ تک کے لئے اس کے واسطے یہ پانی پینا حرام ہے۔ انسانی نفس ایک چیز کی خواہش کرتا ہے مگر حکم ربانی اور رضاء الٰہی مانع ہے کہ وہ اپنی خواہش کو پورا کرے لیکن ان حالات میں بھی اگر اس شخص کی زبان جھوٹ بولنے سے نہیں رُکتی، اس کا دل مختلف اوہام اور وساوس سے بیمار ہے۔ چغلی، غیبت، دوسروں کے خلاف منصوبے باندھنے میں مصروف ہے تو خدا تعالیٰ کو ایسے بندے کے روزوں کی ضرورت نہیں ہے۔ روزہ تو نفس کی اصلاح کا ذریعہ ہے۔ اور اگر روزہ اس مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکا تو ایسا شخص یقیناً یقیناً روزہ کی غرض و غایت کو نہیں سمجھ سکا۔ اور ایسے شخص کا بھوکا اور پیاسا رہنا محض ایک مصیبت ہے۔

(ج) الصوم نصف الصبر والصبر

نصف الایمان "۔

یعنی روزہ تو آدھا صبر ہے اور صبر کرنا ایمان کا نصف حصہ ہے "

سوسائٹی اور ہمارے معاشرہ میں بہت سی قباحتوں کا صحیح علاج صرف اور صرف ضبطِ نفس اور صبر ہے ۔ اگر ضبطِ نفس جیسی خوبی انسان میں پیدا ہو جائے تو بہت سے فسادات اور باہمی تنازعات پیدا ہی نہ ہوں ۔ ضبطِ نفس انسان کو ایثار اور قربانی کی طرف راہنمائی کرتا ہے ۔

(۵) من قام رمضان ایماناً و احتساباً غفر لہٗ ما تقدم من ذنبہٖ ۔

جس مسلمان نے ماہِ رمضان کے روزے ایمان کی حالت میں رکھے اور ثواب کی خاطر نیک نیتی سے ان کو پورا کیا ایسے شخص کے گزشتہ گناہ معاف ہو گئے اور اس کو بخش دیا گیا "

یہ امر ناقابلِ انکار ہے کہ جو شخص روزہ صرف اسلئے رکھتا ہے کہ میرے ساتھی ، دوست اور پڑوسی روزہ رکھتے ہیں میں بھی روزہ رکھ لوں تاکہ مجھ پر کوئی اعتراض نہ کر سکے اور میں اپنے ساتھیوں کی نگاہ میں حقیر نہ ہو جاؤں ۔ تو ایسے روزہ سے وہ مفید نتیجہ ہرگز پیدا نہیں ہو سکتا جس غرض کے لئے روزے فرض کئے گئے ہیں ۔ ایسے روزے ریا کے ہیں ۔ مگر اس کے برعکس جو شخص روزہ کے روحانی انوار اور اس کے ظاہری فوائد سے آگاہ ہے اور اس رکن کی ادائیگی صرف رضاءِ الٰہی کی خاطر کرتا ہے تو یہ روزہ سراسر برکت ، ایمان اور ثواب کا حامل ہے ۔

(۶) الصیام جُنّۃٌ و اذا کان یوم صوم احدکم فلا یرفث و لا یصخب فان سابہ احد او قاتلہٗ فلیقل انی امرؤٌ صائمٌ ۔

یعنی روزے دراصل ڈھال ہیں ۔ جب تم میں سے کوئی روزہ سے ہو تو نہ گالی دے اور نہ ہی بیہودہ گفتگو کرے ۔ اگر کوئی روزہ دار کو برا بھلا بھی کہے یا گالی دے یا دنگہ فساد کرے تو ایسے شخص کو چاہیئے کہ وہ مدِ مقابل کو کہہ دے کہ میں تو روزہ سے ہوں "

ہر شخص کا اپنا اپنا ذوق ہے ۔ میرا یہ یقین ہے کہ روزہ کی فلاسفی اور اس کے مقاصد صرف الرسول العربی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فقرہ یعنی "الصیام جُنّۃٌ" میں بیان کر دیئے گئے ہیں ۔ قرآن کریم روزہ کی غرض بیان کرتے ہوئے لعلکم تتقون کے الفاظ بیان کرتا ہے ۔ جس کے معنے یہ ہیں "تاکہ تم ہر قسم کی خرابیوں اور اخلاقی کمزوریوں سے بچو " لفظ تقویٰ وقایۃ سے ہے جس کے معنے احتیاط ، خوف اور بچنے کے ہیں ۔ اور دوسری طرف حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم روزوں کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ روزے تو دراصل ڈھال ہیں ۔ سبحان اللہ ! کیسی مطابقت ہے فکری اور معنوی رنگ میں جو قرآنی الفاظ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ میں پائی جاتی ہے ۔ ڈھال دشمن کے حملہ سے بچنے کے لئے استعمال کی جاتی ہے ۔ اور بروقت اور عند الضرورت دشمن پر حملہ کرنے کے لئے بھی استعمال کی جاتی ہے ۔ یہی حالت انسان کی ہے ۔ بعض دفعہ انسان ایسے ماحول میں جنم لیتا ہے کہ ہر طرف اس کو شیطانی اوہام اور وساوس کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے ۔ اگر اس کے نفس میں روزہ کی وجہ سے صبر ، ضبط نفس اور تحمل جیسی خصوصیات پیدا ہو چکی ہیں تو بلاشبہ روزہ انسانی نفس کے لئے بمنزلہ ڈھال کے ہے ۔ کیا وہ شخص جسکے پاس اپنے بچاؤ کے لئے ڈھال ہو گی ۔ اس پر کوئی شخص حملہ کر سکتا ہے ؟ ہرگز نہیں ۔ کیونکہ ہر کس و ناکس ایسے شخص سے محتاط ہو جاتا ہے ۔ سو اسی طرح شیطانی خیالات اور بد اثرات ایسے شخص پر

اثر انداز نہیں ہو سکتے ۔ کیونکہ وہ روزوں کی وجہ سے ایجابی اور سلبی خصوصیات کا حامل ہو جاتا ہے ۔ وہ ایک طرف شیطان پر حملہ آور ہو سکتا ہے اور دوسری طرف وہ شیطان کے حملہ سے بچ بھی سکتا ہے ۔ اور یہی وہ عظیم الشان مقصد ہے جو اسلامی روزوں میں پایا جاتا ہے اور دوسرے مذاہب کے روزے اِس خوبی سے عاری ہیں ۔

(س) کلّ عمل ابن آدم یضاعف الحسنة بعشر امثالها الیٰ سبع مائة ضعف قال اللہ تعالےٰ الّا الصوم فانّہ لی وانا اجزی بہ ۔

یعنی ابن آدم جو بھی نیکی کا کام کرتا ہے اسے کام کا بدلہ دس گنا سے لیکر سات سو تک زیادہ ملتا ہے ۔ مگر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ سوائے روزہ کے ۔ روزہ صرف میرے لئے ہے اور اس کا بدلہ جتنا چاہوں مَیں دیتا ہوں ۔"

ہر نیکی اپنی جگہ پر اہم ہے ۔ اور سوسائٹی اور اپنے نفس کو اس کا فائدہ ہوتا ہے ۔ مگر روزہ کا بدلہ بے انتہا ہے ۔ اس کی افادی حیثیت مسلّم ہے ۔ خدا تعالیٰ کے پاس ہی اس کا عظیم الشان ثواب ہے ۔

(۵)

روزہ کی افادی حیثیت

روزہ ہر سال ایک مہینہ میں ہم سے اس قسم کے مطالبات کرتا ہے جس کا تعلق ہماری خاص ٹریننگ سے ہے ۔ وقت مقررہ پر روزہ رکھنا ہوتا ہے اور وقت مقررہ پر ہی افطاری کرنی ہوتی ہے ۔ تراویح و تہجد کے لئے خاص اہتمام کرنا ہوتا ہے ۔ پیاس اور بھوک کی وجہ سے انسانی حِس تیز ہو جاتی ہے انسانی ضمیر سوال کرتا ہے کہ میری قوم کے فقراء اور غرباء کا کیا حال ہوگا ۔ جن کو کھانے کے لئے میسّر نہیں ۔ جن کا کوئی پرسانِ حال نہیں ہے ۔ یتامیٰ اور بیوگان پر کیا گزرتی ہوگی جو نانِ شبینہ کے محتاج ہیں ۔ جن کے آرام اور زندگی کے سہارے شہرِ خموشاں میں دائمی زندگی سو رہے ہیں ۔ ایسی خاص فضا میں ہر عاقل یہ محسوس کرتا ہے کہ بلاشبہ روزہ ایک انقلابی تحریک ہے جو قوم میں یگانگت ، وحدت ، مساوات ، محبّت ، پابندیٔ نظام ، محنت اور شدائد کی برداشت ، اطاعت ، حسنِ سلوک ، امیر اور غریب کے تعلقات میں اعتدال ، صِلہ رحمی ، عفت ، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی طرف توجہ اور کامل انہماک اور سب سے بڑھ کر خشیت اللہ پیدا کرتا ہے ۔

دوسری طرف روزہ اور صرف روزہ کی وجہ سے فخر و تکبّر ، انانیت ، دھوکہ ، بدعہدی ، جھوٹ ، نفس پروری ، اسراف ، رشوت ، سود ، شراب نوشی ، سنگدلی ، بے حیائی اور بدکاری کا خاتمہ ہو جاتا ہے ۔ یہی وہ اسلام کی غرض ہے اور یہی وہ رسالتِ محمدیہ کا فلسفہ ہے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ" یعنی سُن رکھو ! اور اِس امر کو ذہن نشین کر لو کہ میری بعثت کی غرض صرف یہ ہے کہ مَیں دنیا میں اخلاقی محاسن کا قیام کروں ۔ اور یہ خوبی کامل صورت میں صرف روزہ کے ذریعہ ہی قوم میں پیدا ہو سکتی ہے ۔ روزہ کے ذریعہ جہاں انفرادی اخلاق اُبھرتے ہیں وہاں قومی اخلاق بھی ترقی کرتے ہیں ۔ اسلام کا یہ وہ عظیم الشان رُکن ہے جسے امتیازی پوزیشن حاصل ہے ۔

(۶)

نزولِ قرآن ۔ اعتکاف لیلة القدر ۔ صدقة الفطر

(۱) ماہِ رمضان کے روزوں کو غیر معمولی خصوصیات حاصل ہیں اور یہ خصوصیات صرف اور صرف رمضان کے مبارک مہینہ میں پائی جاتی ہیں ۔ ماہ رمضان کی سب سے اہم اور قابلِ ذکر نعمت و خصوصیت یہ ہے کہ اِس ماہِ مبارک میں قرآن کریم کا

نزول ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ اس ماہ میں غیر معمولی تلاوتِ قرآن کریم کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ کم از کم ایک مرتبہ ایک مسلمان کو قرآن شریف اس ماہ میں ختم کرنا چاہیئے۔ روزوں کے فضائل اور تلاوتِ قرآن کریم مل کر انسانی نفس پر عجیب روحانیت پیدا کر دیتے ہیں۔ چنانچہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

"رمضان اور قرآن بندہ کی سفارش کریں گے۔ چنانچہ روزہ یہ کہے گا کہ اے خدا! مَیں نے اس کو کھانے اور خواہشات سے دن میں روکے رکھا۔ پس اس کے لئے تو میری سفارش قبول فرما۔ اور قرآن یہ کہے گا کہ مَیں نے اس کو رات کی نیند سے باز رکھا یعنی سونے نہیں دیا۔ پس اس کے حق میں تو میری سفارش قبول کر۔ پس انکی سفارشیں قبول کی جائیں گی۔" (بیہقی)

اللہ اکبر! و سبحان اللہ! کیسی ہی خوش قسمتی ہے اور کیسا ہی بابرکت مہینہ ہے۔ جس میں انسان کو طبعی طور پر تلاوتِ قرآن کریم کی توفیق ملتی ہے۔ انسان قرآن کریم کی تلاوت ہی اس ماہ میں نہیں کرتا بلکہ وہ قرآن کریم کے معانی و معارف بھی سمجھ کر اپنی روحانی بصیرت تیز کرتا ہے۔ اسی لئے اولیاء اللہ نے تحریر کیا ہے کہ یہ ماہ غیر معمولی روحانیت پیدا کرتا ہے۔

(ب) روزوں کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اس ماہ میں تراویح اور تہجد کی نماز کا التزام ہوتا ہے جس میں روزانہ قرآن کریم کا ایک جزو ختم کیا جاتا ہے۔ یہ نماز بھی رمضان کی بہت بڑی نعمت ہے۔ ہاں! ایسی نعمت جو انسان کی روحانیت اور تقویٰ میں زیادتی ہی زیادتی کرتی ہے۔ انسانی ذہن و قلب میں ایک قسم کا صفاء ہو جاتا ہے۔ برادرانِ اسلام میں غیر معمولی اتحاد، محبت اور باہمی اعتماد بڑھ جاتا ہے۔ اور یہ امر ظاہر ہے کہ سوسائٹی میں ایسے امور غیر معمولی فوائد رکھتے ہیں۔

(ج) **اعتکاف**:- رمضان کے آخری دس ایام میں جبکہ ایک مسلمان بیس روزے رکھ چکا ہوتا ہے۔ وہ اپنے میں غیر معمولی بشاشت اور خدا تعالےٰ کی خوشنودی محسوس کرتا ہے تو اس کے بعد ایک اور نعمت سے مومن نوازا جاتا ہے اور وہ نعمت **اعتکاف** کی ہے۔ اعتکاف کیا ہے؟ اس کا جواب دو لفظوں میں تو یہ ہے کہ انسان دس دن اپنا سب کچھ چھوڑ کر خدا تعالےٰ کے حضور کھڑا ہو جائے۔ اور یہ دن خالصتہً اس کی عبادت کے لئے وقف کر دیئے جائیں۔ اعتکاف کے احکام، مسائل اور ایک معتکف کے جملہ احوال اس قرآنی آیت کا آئینہ ہیں۔ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ان دس آخری ایام میں غیر معمولی اہتمام عبادت میں فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے:-

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا دخل العشر اى العشر الاخير من رمضان، شد مئزره واحيا ليله، وايقظ اهله۔

"یعنی رسول کریم رمضان کے آخری دس دنوں میں عبادت میں خاص اہتمام فرماتے۔ رات کے اکثر حصہ میں آپ بیدار رہتے اور اپنے اہل و عیال کو ان دنوں میں بیدار کیا کرتے۔ تاکہ وہ بھی عبادت اور ذکرِ الٰہی میں حصہ لے سکیں۔"

رمضان کے تیس دن کیسے ہی مبارک ہیں مگر اس سے بڑھ کر کیسے ہی انتہائی بابرکت اور مقدس آخری دس دن ہیں۔ جبکہ عالم اسلامی میں روزوں نے ایک خاص یگانگت اور وحدت پیدا کر رکھی ہوتی ہے۔ اور ایک مومن یہ محسوس

کرتا ہے کہ اب رمضان کا مہینہ ختم ہو رہا ہے۔ اور اس وقت کا ہر لمحہ انتہائی قیمتی ہوتا ہے۔ اور وہ حب اللہ اور حب الرسول کے جام کو نوش کر رہا ہوتا ہے۔

(۷) رمضان کے روزوں کی ایک بہت بڑی خصوصیت اور فضیلت یہ ہے کہ اس ماہ میں لیلۃ القدر ہوتی ہے۔ جس کا دوسرا نام قرآنی اصطلاح میں "لیلۃ مبارکۃ" رکھا گیا ہے۔ قرآن کریم کے نزول کی ابتداء لیلۃ القدر میں ہی ہوئی تھی۔ اس رات کے متعلق خلاصۃً صرف یہ بتلا دینا ضروری ہے کہ جب ایک مومن ماہ رمضان میں روزے رکھتا ہے اور اپنے ہر قسم کے جذبات اور خواہشات کو کلیۃً خدا تعالےٰ کے لئے چھوڑ دیتا ہے۔ تو خدا تعالےٰ نے ایک رات ایسی مقرر کی جس میں خدا تعالےٰ خاص طور پر دعائیں سنتا ہے۔ خدا تعالےٰ کہتا ہے مانگو! تمہیں دیا جائے گا۔ اس رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاص طور پر اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ العَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ دعا مانگا کرتے تھے۔ یعنی اے خدا! تو مجسم درگزر ہے اور تو درگزر کو پسند بھی کرتا ہے۔ تو تُو مجھ سے درگزر فرما۔

یہ وہ رات ہے جس میں "اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَا ذَنْبَ لَہٗ" کا بہترین منظر ہوتا ہے جبکہ انسان کی روح میں خاص رقت پیدا ہوتی ہے۔ اس کا نفس کدورتوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ اپنی غلطیوں سے توبہ کرنے اور پھر اپنی زندگی میں انقلاب پیدا کرنے اور اپنے آپکو نافع الناس بنانے کے لئے یہ بہترین موقعہ ہے۔

(۸) رمضان کے تیس دن خاص مجاہدہ کے ایام ہوتے ہیں۔ ایک مومن کو کئی قسم کی پابندیوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے، بھوکے اور پیاسے رہنے کی وجہ سے ہر قسم کی جائز اور حلال اشیاء اور ضروریات کو بھی چھوڑنا پڑتا ہے۔ چنانچہ اس قسم کی پابندیاں طبعی طور پر اپنے قرب و جوار کے محتاج اور فقراء سے ہمدردی پیدا کرتی ہیں۔ یہ حالت محرک ہے کہ وہ پسماندہ طبقہ کے حقوق کا خیال رکھے۔ چنانچہ یہ ہمدردی اور اخوت کا جذبہ اسے مجبور کرتا ہے کہ وہ عملی رنگ میں ان فقراء کی مدد کرے۔ اسلئے اسلام نے یہ فرض کر دیا ہے کہ رمضان کے مہینہ کے ختم ہونے سے پہلے صدقۃ الفطر ادا کر دیا جایا کرے۔ یہ صدقہ جو ہر فرد پر واجب ہے اور اس کے متعلق انتہائی تاکیدی حکم ہے کہ اس کو فوراً فقراء میں تقسیم کر دیا جائے۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس ماہ رمضان میں اس کثرت سے صدقہ و خیرات کرتے اور غرباء پروری اس ماہ میں آپ کی عظیم الشان خصوصیت تھی کہ اس سخاوت کو تیز آندھی سے تشبیہہ دی گئی ہے! اور یہ ایک حقیقت ہے کہ فقراء کی خدمت کے لئے یہ ماہ غیر معمولی اور طبعی طور پر احساس پیدا کرتا ہے صدقۃ الفطر کی مقدار ایک صاع کھجور یا جو ہے ہمارے ملک کے لحاظ سے ایک صاع گندم کا ہوگا۔ ایک صاع دو سیر گیارہ چھٹانک کا ہوتا ہے۔ متوسط طبقہ نصف صاع بھی دے سکتا ہے۔

(۶)

روزہ طبی خصائص میں

بیروت میں میرے ایک معزز دوست ڈاکٹر مصطفیٰ خالدی ہیں جو اسلام کے ایک غیور فرزند ہیں۔ انہوں نے مجھے ایک کتاب بنام "ڈی بک آف فاسٹنگ The Book of Fasting" دی اس کتاب کے مصنف اگر میری یادداشت غلطی نہیں کرتی تو غالباً ایک امریکن مسٹر مارک فاذن ہیں۔ جو روزوں سے علاج میں ایکسپرٹ ہیں۔ انہوں نے اپنے نام سے ایک طبی مرکز بھی کھول رکھا ہے وہ پیٹ اور خون کی امراض کا علاج صرف روزہ کے ذریعہ سے کرتے ہیں۔ نیز آپ معدہ کی اکثر بیماریوں کا علاج روزہ سے ہی کیا کرتے تھے۔ اس کتاب میں ڈاکٹر موصوف نے کئی بیماریوں کے اعداد بھی تحریر کئے ہیں جن کا علاج بذریعہ روزوں کے

کیا گیا ہے۔ چنانچہ اس میں قابل ذکر بیماریوں کے اسماء یہ ہیں۔ بلڈ پریشر، اعصابی مرض، معدہ کی رطوبت، کثرت بلغم، سموم مختلفہ کا جمع ہو جانا، زائد وزن وغیرہ مذکور ہیں۔ یہی وہ عظیم الشان طبی خصوصیات ہیں۔ جن کا ذکر آج سے چودہ سو سال قبل بانی اسلام نے فرمایا اور آپ نے فرمایا "صُومُوا تَصِحُّوا" کہ اے مسلمانو! روزے رکھو۔ تو کئی بیماریوں سے تندرست ہو جاؤ گے آج روزہ رکھنے سے جو لوگ بیمار ہو جاتے ہیں وہ دراصل بیمار ہیں۔ کیونکہ روزہ تو سراسر صحت، برکت اور نعمت عظیم ہے۔ قرآن کریم کا یہ ارشاد

فمن شهد منكم الشهر فليصمه

کہ جو شخص اس ماہ میں سفر پر نہ ہو اس پر روزہ فرض ہے اس نے روزے فرض کر کے دراصل اس کے فوائد کی طرف اشارہ کیا ہے بلکہ ایک حدیث کی رو سے جس شخص کا رمضان بغیر روزوں کے گذر گیا وہ انتہائی بدقسمت ہے۔ سو بابرکت ہیں وہ افراد جو ایمانًا و احتسابًا روزہ رکھتے ہیں کیونکہ ان کے روزے عمل کے لحاظ سے سوسائٹی اور معاشرہ میں انقلاب پیدا کرتے ہیں۔ ایسا انقلاب جو کہ تعمیری ہو۔ جس میں راحت، آزادی، تمہیر دولت کی مناسب اور عدل و انصاف کے اصول پر تقسیم ہو۔ جو اطمینان قلب پیدا کر سکے، جو انسانیت کے کما حقہٗ حقوق ادا کر سکے۔ ایسا معاشرہ جس میں عدل، جمہوریت، رزق حلال اور سچ پھلے اور پھولے۔ اور گداگری جیسی لعنت، فضول خرچی اور نکل دور ہوں اور باہمی کے اصولوں کی اشاعت ہو۔ رشوت کی لعنت دور ہو۔ ناپ تول بالکل ٹھیک ہو۔ اگر روزوں سے اس قسم کا انقلاب پیدا نہیں ہوگا۔ تو سمجھ لو کہ ہمارے روزے صرف اس لئے بے اثر ہیں کہ ہم نے روزوں کی غرض کو نہ سمجھتے ہوئے منتر کو پھینک دیا ہے اور چھلکے پر کفایت کر کے بیٹھ گئے ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ورنہ روزے تو معاشرتی، اخلاقی اور اقتصادی انقلاب پیدا کرنے کے لئے فرض کئے گئے ہیں۔

(۷)

يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ

روزہ کے جملہ احکام اور اس کی شرائط پر اگر ہم عمل کریں گے تو ہماری انفرادی اور قومی زندگی کی جملہ مشکلات دُور ہو جائیں گی۔ اطمینانِ قلب جیسی نعمت عظیمہ کا حصول آسان ہو جائے گا۔ انسانی پیدائش کی اصل غرض جو معرفت الٰہی اور تعلق باللہ ہے وہ روزہ سے ہی حاصل ہوتی ہے وقتی طور پر پیاسا اور بھوکا رہنا یہ ایک امتحان ہے اگر ہم اس امتحان میں حقیقی کامیابی حاصل کر لیں گے تو ہمارے لئے یہ وقت شادمانی کا ہوگا اور اگر خدانخواستہ ناکام رہے تو سوائے افسوس، حسرت اور یاس کے کچھ نہیں ہوگا۔ قرآن کریم نے آیت بالا میں روزہ کی حقیقی غرض بیان فرما کر ہر عاقل، بالغ مسلمان کو اس امتحان میں شامل ہونیکی دعوت دی ہے۔ پس مبارک ہیں وہ جو اس مبارک امتحان میں شامل ہوتے اور عظیم الشان کامیابی حاصل کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایسے اشخاص کو یوں خوشخبری دی گئی ہے:۔

يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي
إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝
فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي
جَنَّتِي ۝

یعنی اے نفسِ مطمئنہ! اپنے رب کی طرف لوٹ آ اس حال میں کہ تو پسند کرنے والا اور اس کا پسندیدہ ہو۔ پس تو میرے خاص بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔"

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں رمضان المبارک کی برکات سے مالا مال کرے۔ آمین ۔

کیتھولک پادریوں کا فرار

(از جناب چودھری عنایت اللہ صاحب انچارج مبلغ یوگنڈا۔ افریقہ)

جون ۱۹۵۶ء کے ابتدا میں مجھے ایک افریقن نو مسلم بھائی جناب B. K. HERI صاحب نے بتایا کہ عنقریب دو یورپین رومن کیتھولک Paulist پادری صاحبان جنوبی افریقہ سے تبلیغی دورہ پر مشرقی افریقہ تشریف لا رہے ہیں اور وہ کچھ دن ٹبورا میں بھی پبلک میں تقریریں کریں گے اور حاضرین کو سوالات کرنے کی بھی اجازت ہوگی۔

نصر B. K. Heri صاحب اپنے علاقہ کے ایک پرانے خاندان کے فرد ہیں۔ اُن کے دادا صاحب مشہور سیاح ڈاکٹر LIVINGSTONE کے نوکر ہوا کرتے تھے اسلئے عیسائیوں میں اُن کے خاندان کو کافی اہمیت حاصل ہے۔ ان کے کئی رشتہ دار اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ ایک بھائی پادری ہیں۔ ایک چچا ٹانگا نیکا افریقن نیشنل یونین کے جو کہ ٹانگا نیکا کی سب سے بڑی کامیاب اور مقبول پارٹی ہے جنرل سیکرٹری رہے ہیں۔ اور ان دنوں بھی اس یونین کے ذمہ دار عہدیدار ہیں۔ جب سے بشیر نصر Heri صاحب بفضلہ تعالیٰ احمدی ہوئے ہیں پادریوں نے انہیں دوبارہ عیسائی کرنے کی بے حد کوشش کی ہے۔ بار بار مرد اور عورتیں ان کے گھر پر جاتے رہے ہیں۔ ان کے رشتہ داروں کو ان کے خلاف مشتعل کرتے رہے ہیں اور کئی بار انہیں اپنے دفتر میں بھی بلایا جس کی میں نے انہیں ہمیشہ اجازت دی تا کہ انہیں اسلام اور عیسائیت کا موازنہ کرنے کا اور موقع مل جائے۔ بلکہ ایک مرتبہ عاجز خود بھی ان کے ساتھ پادریوں کے دفتر میں گیا اور وہاں تبادلۂ خیالات ہوا۔ اس طرح کئی برس تک پادریوں کا بشیر صاحب کو مرتد کرنے کے لئے محنت اور کوشش کرتے چلے جانا میرے لئے قابلِ غور ضرور تھا۔ اسلئے مناسب سمجھا کہ ساؤتھ افریقہ سے آنے والے پادریوں کی آمد سے فائدہ اٹھایا جائے۔

چنانچہ جماعت احمدیہ ٹبورا کی طرف سے رومن کیتھولک آرچ بشپ آف ٹبورا کے نام خط لکھا گیا کہ سُنا ہے جنوبی افریقہ سے دو مشہور پادری صاحبان تقریروں کے پروگرام کیلئے تشریف لا رہے ہیں مہربانی فرما کر ہم فلاں فلاں سات احمدی دوستوں کو تقاریر سُننے کی اجازت دیں۔ خط بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک بھیجا گیا تھا لیکن رومن کیتھولک آرچ بشپ صاحب کی طرف سے ہمارے خط کا کوئی جواب نہ ملا۔ مگر کچھ کوشش کے بعد اِس عاجز کو اور بشیر صاحب کو ایک ایک دعوتی کارڈ مل گیا۔ اور پادری صاحبان کی طرف سے شائع شدہ پمفلٹ بھی مل گئے جن میں انہوں نے غیر عیسائیوں کو بھی تقاریر سُننے اور سوالات کرنے کی اجازت دی تھی۔

۲۴ر جون کو اُن پادری صاحبان کے پروگرام کا پہلا دن تھا۔ شام کے چھ بجے یہ عاجز جناب سردار بشارت احمد صاحب ابن حضرت سردار عبد الرحمٰن صاحب (سابق مہر سنگھ) رضی اللہ عنہ معلّم بشیر نصر Heri صاحب اور میرے برادرِ نسبتی جناب ظہیر الحق خان صاحب ٹبورا کے کیتھولک گرجا گھر میں تقریریں سُننے

گئے۔ جب ہم گرجا گھر میں داخل ہوئے تو اس وقت ریورنڈ سبجے۔ کون لن صاحب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں تقریر کر رہے تھے۔ انہوں نے اپنی تقریر میں کسی دوسرے دین پر کوئی اعتراض نہ کیا۔ لیکن جب دوسرے پادری ریورنڈ فرانسس ڈی۔ میک گفت صاحب نے تقریر شروع کی تو پہلے اسی بات کا ذکر کیا کہ آج ہماری تقریریں سُننے کچھ غیر مذاہب کے لوگ بھی آئے ہوئے ہیں اور پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدائی ثابت کرنے کے لئے بڑی دھواں دھار تقریر کی اور تقریر کے دوران میں بڑے گستاخانہ انداز میں کہا کہ مَیں نے فلاں جگہ ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نبوّت کا دعویدار ہے اور فلاں کو دیکھا کہ وہ خدائی کا دعویدار ہے۔ اسی طرح بڑے بڑے مجنون دعویدار ہوتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ پھر کہا کہ جب بھی کسی حکومت کا سفیر کسی دوسرے مُلک میں بھیجا جاتا ہے تو اس کے پاس اپنی حکومت کے کاغذات بطور سند (Credentials) ہونا ضروری ہوتا ہے۔ کوئی بھی سفیر جس کے پاس حکومت کا حکم تعیناتی نہ ہو اپنی حکومت کا سفیر نہیں سمجھا جاتا۔

اس کے بعد انہوں نے بڑے جذبہ اور جوش سے اپنا ہاتھ بلند کر کے للکار کر کہا کہ سوائے مسیح ابن مریم کے اور کسی کے پاس سچائی کی سند نہیں۔ نہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس نہ زرتشت کے پاس۔ اور پھر دوبارہ انہوں نے چیلنج کے انداز میں یہی بات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیکر کہی۔ ہم خاموشی سے صبر کے ساتھ ان کی تقریر چیلنج اور اشتعال انگیزی سنتے رہے۔ یہ تقریر اس مجلس کی آخری تقریر تھی جب تقریر ختم ہوئی تو پادری صاحب نے حاضرین میں کچھ لٹریچر تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ لوگ لٹریچر حاصل کرنے کے لئے آہستہ آہستہ اُن کی طرف بڑھنے لگے۔ میرے تینوں ساتھی بھی لوگوں کے ساتھ لٹریچر حاصل کرنے کے لئے آگے بڑھے اور کچھ پمفلٹ حاصل کئے۔ پادری صاحب نے برادر بشارت احمد صاحب سے دریافت کیا کہ کیا وہ بھی عیسائی ہیں۔ جس پر سردار صاحب نے نفی میں جواب دیا۔ اور پادری صاحب کے ساتھ ان کی تقریر کے سلسلہ میں کچھ بات چیت شروع کی اور بہت سے عیسائی اردگرد جمع تھے۔ یہ عاجز بھی آہستہ آہستہ ان کے پاس پہنچ گیا اور پادری صاحب سے یوں گفتگو ہوئی:۔

احمدی - پادری صاحب آپ ٹیورا میں مہمان ہیں اس لئے ہم آپ لوگوں کی دعوت پر تقاریر سُننے آئے ہیں۔ لیکن آپ کی تقریر سخت قابل اعتراض ہے۔ آپ نے ہمارے آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ من ذٰلک جھوٹا اور بغیر سند کے نبی قرار دیا ہے۔ مَیں آپ کو بائیبل سے حضور کی صداقت پر سندات دکھانا چاہتا ہوں۔

پادری صاحب (دست پٹا کر) تم اپنے سوالات لکھ کر سوالات کے صندوق میں ڈال دو اور فلاں وقت آ کر جواب لے جانا۔

احمدی - مَیں آپ کے ساتھ پرائیویٹ گفتگو کرنا نہیں چاہتا بلکہ انہی لوگوں کے سامنے کہ جن کے دل و دماغ میں آپ نے ہمارے آقا کے خلاف زہر بھرا ہے آپ سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں مَیں میزوں کرسیوں اور دروازوں کو نہیں بلکہ ان لوگوں کو آپ کی غلط بیانی کا جواب سُنانا چاہتا ہوں۔

پادری صاحب (حاضرین کی طرف اشارہ کر کے) یہ لوگ آپ کی باتیں سُننے کے لئے نہیں بلکہ ہماری تقاریر سُننے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔

احمدی - اگر آپ میں اتنی اخلاقی جرأت ہی نہ تھی تو پھر غیر عیسائیوں کو بلایا ہی کیوں تھا؟ اور اگر بلانا ہی تھا تو ہمارے آقا (صلے اللہ علیہ وسلم) کا نام لیکر چیلنج کیوں کیا تھا؟ اب ہمیں آپ کے

اعتراضات کا جواب انہی لوگوں کے سامنے دینے کا موقع ملنا چاہیئے۔ (حاضرین بڑی دلچسپی سے گفتگو سُن رہے تھے۔)

پادری صاحب - تم بڑے Rude بدتمیز اور گستاخ ہو۔

احمدی - حضرت مسیح ابن مریم نے تو دشمنوں سے بھی محبت کی تعلیم دی تھی لیکن مجھے افسوس ہے کہ آپ اپنے دوستوں کو دعوتی کارڈ بھجوا کر بُلاتے اور پھر اُن سے اِس طرح نفرت اور بدسلوکی کا برتاؤ کرتے ہیں۔

پادری صاحب (سخت جھنجھلا کر) مَیں تمہیں کہتا ہوں کہ تم ہمارے گرجا گھر سے نکل جاؤ۔

احمدی - مہربانی - ہمیں آپ لوگوں سے یہی اُمید تھی۔

یہ ساری گفتگو انگریزی میں ہوئی۔ اس کے بعد ہم گرجا گھر سے باہر آ گئے۔ لیکن حاضرین میں سے بعض پر پادری صاحب کی بے بسی اور غلط رویّہ کا بہت بُرا اثر ہوُا۔ ایک مدراسی عیسائی دوست نے تو ہمارے سامنے ہی اس بات کا اعتراف کیا کہ پادری صاحب کا رویّہ قابلِ اعتراض ہے۔ گرجا گھر سے باہر نکل کر ہمارے نو مسلم بھائی مسٹر بشیر صاحب پادری صاحبان کی بے بسی اور بدسلوکی پر بے اختیار قہقہے مار مار کر ہنسنے لگے اور بڑی دیر تک ہنستے رہے۔

گھر آ کر ہم نے مہمان پادریوں کے نام ایک خط بزبان انگریزی لکھا جو آرچ بشپ صاحب کی معرفت دستی بھجوا کر دستخط حاصل کر لئے گئے تھے۔ خط کا جواب تین دن کے اندر اندر طلب کیا گیا تھا۔ خط مناظرہ کا کھُلا کھُلا چیلنج تھا۔ انہیں لکھا گیا تھا کہ آپ نے اپنی تقاریر میں حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ کو خدا ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو جھوٹا نبی قرار دیا ہے۔ ان دونوں مسائل پر ہم آپ سے پبلک میں مناظرہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ آپ اپنی مدد کے لئے کسی بھی پادری کو بُلانے کے مجاز ہوں گے اور مناظرہ کے لئے ضروری انتظامات ہمارے ذمّہ ہوں گے۔ ہمیں یقین تھا کہ اِس خط کا جواب بھی نہیں ملے گا اور نہ ہی ملا۔ لہذا ہم نے بزبان سواحیلی ایک مضمون لکھا جس میں شروع سے سارا قصّہ بیان کر کے اپنے اس آخری خط اور اس کا تین دن کے اندر جواب نہ ملنے کا بھی ذکر کیا اور پادری صاحبان کو کھُلا چیلنج دیا کہ ان میں سے جو کوئی تیار ہوں اکیلے یا مل کر جب اور جہاں چاہیں ہمارے ساتھ عدمِ الوہیت مسیح ناصری علیہ السلام اور صداقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مناظرہ کر لیں۔ تین دن کے اندر اندر یہ مضمون پمفلٹ کی صورت میں ۵۰۰۰ کی تعداد میں تیار رکھا۔ جب پُورے تین دن گزر گئے تو پمفلٹ پبلک میں تقسیم کر دیا گیا اور بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک آرچ بشپ صاحب اور مہمان پادریوں تک پہنچا دیا گیا۔ یہ پمفلٹ علاوہ ٹانگانیکا کے مختلف مقامات کے کینیا اور یوگنڈا کے مختلف مقامات میں بھی تقسیم کئے گئے اور ۱۹۵۵ء میں لوگوں کے مطالبہ پر دوبارہ ۵۰۰۰ شائع کئے گئے۔

اس کے علاوہ بھی کئی مرتبہ عیسائی نوجوانوں کے ذریعہ پادری صاحبان کو پبلک میں مناظرہ کرنے کی ترغیب دلائی۔ لیکن حق کا بفضلہ تعالےٰ ایسا رُعب ہے کہ کاسرِ صلیب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے غلاموں کے کسی معمولی غلام کے سامنے بھی آج تک کسی پادری کو آنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

آجکل افریقہ میں پادری صاحبان کا سارا کام عموماً بے دینوں میں تبلیغ تک محدود ہے اور یہ لوگ محض روپیہ پانی کی طرح بہا بہا کر مفت تعلیم دے دیکر معصوم افریقن بچوں کے دل و دماغ میں تثلیث کا زہر بھرتے اور اسلام کے خلاف سخت نفرت کا بیج بو رہے ہیں لیکن جب کبھی بھی کسی جگہ ان حضرات کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے کسی فرد کی طرف سے پبلک میں بات کرنے کی دعوت دی جاتی ہے تو ان لوگوں کو خط کی وصولی کا جواب دینے کی بھی جرأت نہیں ہوتی۔ اللہ کریم ہمارے ان بھو

سیّدنا حضرت احمدؑ قادیانی علیہ السّلام

(از مکرم مولوی مصلح الدین احمدؐ صاحب راجیکی مرحوم)

اُٹھو کھل گئے آسماں کے دریچے
سنو آگیا وہ مسیحائے ثانی

وہ طُور و حرا کی اداؤں کا محرم
وہ عہدِ محبّت کی زندہ نشانی

وہ عرفانِ یزداں میں ظلّ محمدؐ
وہ ایمانِ ایزد میں لیسینِ ثانی

وہ چرخِ نبوّت کا ماہِ منوّر
وہ فرقِ ولایت کا تاجِ کیانی

وہ برجِ سعادت کا مہرِ درخشاں
وہ درجِ حقیقت کا لعلِ یمانی

وہ جانِ شریعت وہ رُوحِ طریقت
وہ اقلیمِ عفت کا صاحبقرانی

وہ عیسےٰؑ وہ مہدیؑ وہ محبوبِ ملّت
وہ شاہِ جہاں احمدِؐ قادیانی

قلزمِ فطرت

(از جناب چوہدری عبد السلام صاحب اختر ایم۔ اے)

قلزمِ فطرت میں جھانک اور کوئی اِک گوہر نکال
جو زمیں سے عرش تک چھا جائے وہ پیکر نکال

خانۂ دل کو ہوس کی علّتوں سے پاک کر
اے دلِ بیدار۔ دل سے یہ بُتِ کافر نکال

وادی و صحرا میں ذرّوں کی جگہ غنچے بکھیر
دیدہ و دل میں گُل و لالہ اُگا۔ پتھر نکال

آ چکا ہے انتظامِ جام و مَے پر انقلاب
ساقیا! ساغر زمیں پر پھینک اور خنجر نکال

کشتِ ایماں پھل نہیں دیتی بجُز خونِ جگر
کوئی شے سیم و جواہر سے بھی کچھ بڑھ کر نکال

ارضِ مصر و شام پر اُمڈے ہوئے بادل ہٹا
سینۂ کشمیر میں ڈوبا ہوا نشتر نکال

اخترِ خوش ذوق ہے نازِ وفائے اہلِ دل
قدر کر۔ اس کے لئے صورت کوئی بہتر نکال

لیظہرہ علی الدین کلہ

(از جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل)

ہر طرف کفراست جوشاں ہیجو افواجِ یزید
احمدی نکلے فقط لے کر عَلم اسلام کا

اور کر سکتے نہیں اسلام کا جھنڈا بلند
عیش میں سرگرم ہیں کیا فکر و غم اسلام کا

جو مسلماں نام کے ہیں وہ نہیں ہیں کام کے
حال عربِ اسلام کا ہے اور عجم اسلام کا

جس نے بے پر کی اُڑائی ہے اسے ہو انتباہ
پھٹنے والا ہے اسی کے سر پہ بم اسلام کا

پیشگوئی پوری ہوگی یہ امامِ وقت کی
بھرنے والے ہیں تمام انسان دم اسلام کا

مال و جاں دیکر خریدو اپنے مولیٰ کی رضا
اور دعاؤں سے کرو قائم بھرم اسلام کا

ہر طرح محفوظ ہے اکمل حصارِ دینِ حق
تا ابد لہرائے گا اس پر عَلم اسلام کا

ضروری اعلان

تردید بہائیت میں دو لاجواب کتابیں

(۱) بہائی شریعت اور اس پر تبصرہ ——— (۲) بہائی تحریک کے متعلق پانچ مقالے

صرف چار روپے میں طلب فرمائیں!

——— مینیجر الفرقان۔ ربوہ

الفردوس

انارکلی میں

لیڈیز کپڑے کیلئے

آپ کی اپنی

دُکان ہے

الفردوس

۸۵- انارکلی- لاہور

مفید اور مؤثر دوائیں

آنکھوں کی جملہ بیماریوں کیلئے بے نظیر تحفہ!

نورکاجل

- آنکھوں کو بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے۔
- بیمار آنکھوں کا علاج ہے۔
- نظر کو صاف اور تیز کرتا ہے۔
- آنکھوں کو گرد و غبار سے صاف کرتا ہے۔
- آنکھوں میں خوبصورتی اور چمک پیدا کر کے چہرہ کے حسن میں اضافہ کرتا ہے۔
- خارش، پانی بہنا، پھنسی، ناخونہ کا بہترین علاج ہے۔

بیسیوں جڑی بوٹیوں کے جوہر سے تیار کیا گیا ہے اور پچاس سالہ تجربہ کے بعد پیش کیا جا رہا ہے!

لہٰذا

اپنی اور اپنے بیوی بچوں کی آنکھوں کو تندرست اور خوبصورت رکھنے کیلئے ہمیشہ نورکاجل استعمال کیجئے!

بوقت ضرورت ایک ایک سلائی آنکھوں میں ڈالیں۔

قیمت فی شیشی:- ایک روپیہ چار آنے

علاوہ محصولڈاک و پیکنگ

تیار کردہ

خورشید یونانی دواخانہ، گولبازار ربوہ

رسالہ الفرقان کے متعلق

دو بزرگوں کے تأثرات

(۱) حضرت میرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے نے تحریر فرمایا ہے کہ :۔

"رسالہ الفرقان بہت عمدہ اور قابلِ قدر رسالہ ہے اور اس قابل ہے کہ اس کی اشاعت زیادہ سے زیادہ وسیع ہو کیونکہ اس میں تحقیقی اور علمی مضامین چھپتے ہیں اور قرآن کے فضائل اور اسلام کے محاسن پر بہت عمدہ طریق پر بحث کی جاتی ہے۔ ایک طرح سے یہ رسالہ اس غرض و غایت کو پورا کر رہا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مدنظر رسالہ ریویو آف ریلیجنز اردو ایڈیشن کے جاری کرنے میں تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی یہ خواہش بڑی گہری اور خدا کی پیدا کردہ آرزو پر مبنی ہے۔ کہ اگر ایسے رسالہ کی اشاعت ایک لاکھ بھی ہو تو پھر بھی دنیا کی موجودہ ضرورت کے لحاظ سے کم ہے۔ پس مخیر اور مستطیع احمدی اصحاب کو یہ رسالہ نہ صرف زیادہ سے زیادہ تعداد میں خود خریدنا چاہیئے بلکہ اپنی طرف سے نیک دل اور سچائی کی تڑپ رکھنے والے غیر احمدی اور غیر مسلم اصحاب کے نام بھی جاری کرانا چاہیئے۔"

(۲) عالمی عدالت کے نائب صدر محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے جلسہ سالانہ ۱۹۵۹ء کے اجتماع میں فرمایا کہ :۔

"رسالہ الفرقان بھی سلسلہ کی اور بنی نوع انسان کی، قرآن کریم کے علوم کی وضاحت کرنے میں بہت اچھی خدمت ادا کر رہا ہے اور مجھے بڑی بے چینی ہوتی ہے جب کبھی الفرقان مجھے نہیں ملتا یا دیر سے ملتا ہے۔ تو میں مولوی ابو العطاء صاحب سے شکوہ کیا کرتا ہوں اور یہاں آ کر مولوی صاحب سے باقی پرچے لے لیا کرتا ہوں۔ ... یہ رسالہ بھی تربیت اور علمی ترقی کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔"

رسالہ کا سالانہ چندہ صرف پانچ روپے ہے جلد بھجوا کر خریداری منظور فرمائیں !

——— مینیجر الفرقان ربوہ

طابع و ناشر :- ابو العطاء جالندھری ÷ مطبع :- ضیاء الاسلام پریس ربوہ ÷ مقامِ اشاعت :- دفتر الفرقان ربوہ ضلع جھنگ